TEARED PAGE BOOK TO TIGHT BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222485
UNIVERSAL LIBRARY

۶۸۶

فصیح الملک جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

انتخاب داغ

۶۷۴۵۳

معروف بہ

1952

دیوان داغ

Checked 1959

حسب فرمایش

منشا رام تاجر کتب لکھنؤ

حیدر حسین کے اہتمام سے
محمدن یونین پریس لکھنؤ میں چھپا

کوک شاستر عرف بہار عیش

ناظرین! یہ وہی کوک شاستر ہے جس کی آپ کو ایک عرصہ سے تلاش ہے۔ یعنی وہی چوراسی آسن والا پرانا کوک شاستر جس میں چوراسی آسن عمدگی کے ساتھ بنائے گئے ہیں اور مرد اور عورتوں کی پہچان اور جوڑ نہایت عمدگی کے ساتھ درج کیئے گئے ہیں زیادہ تعریف کیا کروں۔ بس یہی سمجھ لیجئے کہ یہ وہی کتاب ہے جسے آپ چاہتے ہیں اور قیمت بھی صرف عہ ہے محصول ڈاک بھی کچھ نہیں صرف ایک روپیہ پوسٹ میں کو دیکر کتاب وصول کر لیجئے۔

تھیٹریکل اصلی ڈرامے		مشہور غزلیات			
خوبصورت بلا	۴ر	ناحی قوال	ار	بزم ساجنی	ار
مہا بھارت	۴ر	گوہر جان	ار	فراق جانان	ار
یہودی کی لڑکی	۴ر	الفت جان	ار	کمسن معشوق	ار
نور کی پتلی	۴ر	جیبی جان	ار	چلبلا معشوق	ار
سلور کنگ	۴ر	بنو جان	ار	جیبی معشوق	ار
حسن کا ڈاکو	۴ر	چھمن جان	ار	نازک نازنین	ار
		زہرہ جان	ار	ولایتی معشوق	ار
		دلربا معشوق	ار	جنگلی معشوق	ار

ملنے کا پتہ۔ منسا رام تاجر کتب مالک کتاب والی کوٹھی امین آباد لکھنو

ملنے کا پتہ حاجی غنی احمد تاجر کتب چوک لکھنؤ

ان من الشعر لحکمۃ

بلبلِ ہندوستان استادِ نظام دکن جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

انتخابِ داغ

معروف بہ

دیوانِ داغ

حسب فرمایش بابو منسارام تاجر کتب امین آباد لکھنؤ

مطبوعہ گلشن ابراہیمی پریس امین آباد لکھنؤ

Checked 1975

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦٤٥٣

برنگ بوئے گل ہے ہر نفس یاد الٰہی میں
قیامت تک پھر نکلی دم نسیم صبح دم میرا

سلامت منزل مقصود تک اللہ پہنچاوے
مجھے آنکھیں دکھاتا ہی ہر اک نقش قدم میرا

کہیں سودائیان عشق کو تفریح ہوتی ہے
بہت چھاتا ہوا ہی باغ فردوس و ارم میرا

الٰہی کعبۂ تسلیم میں یوں باریابی ہو
بڑھے لبیک کہکر پیشتر سب سے قدم میرا

مجھے آباد کرتا ہے مجھے برباد کرتا ہے
خدایا دین و دنیا میں کرم تیرا ستم میرا

تری بندہ نوازی ہفت کشور بخشدیتی ہی
جو تو میرا جہاں میرا عرب میرا عجم میرا

الٰہی نقش ہو کلمہ رسول اللہ کا دل پہ
چلے کونین میں نام محمد سے درم میرا

جلوں گا حشر تک اے داغ میں سوز محبت سے
نہ دیگی ساتھ تا روز جزا شمع حرم میرا

اللہ رے مرتبہ مرے عجز و نیاز کا
گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا

یوسف کو چاہ میں تو مسیحا کو چرخ پر
عالم دکھا دیا ہے نشیب و فراز کا

مجکو نہ کیونکر اوسکی غلامی سے فخر ہو
محمود ایک بردہ ہو جسکے ایاز کا

کونین جس کے ناز سے چکرا رہی ہیں داغ
میں ہوں نیاز مند اوسی بے نیاز کا

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم
حشر میں امت عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا
تھا سبھی پیش نظر معرکہ کرب و بلا

یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا
سخن طالب و مطلوب ہوا خوب ہوا
بخشوانا یہ تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا
صبر میں ثانی ایوب ہوا خوب ہوا

داغ ہے [illegible] منت مری شرم اسکے ہاتھ
میں گناہوں سے جو محجوب ہوا خوب ہوا

دونوں جہانمیں بوئے محمد ہے عطر بیز
طاعت خدا کی اور اطاعت رسول کی

کونین میں ہے رنگ فقط ایک پھول کا
یہ ہے طریق دولت دیں کے حصول کا

یہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع
یہ داغ جاں نثار ہے آل رسول کا

یہاں بھی تو وہاں بھی تو زمیں تیری فلک تیرا
صفات و ذات میں یکتا ہے تو اے واحد مطلق
جمال احمد و یوسف کو رونق تو نے بخشی ہے
ترے فیض و کرم سے نار و نور آپسمیں یکدل ہیں
کسی کو کیا خبر کیوں خیر و شر پیدا کیے تو نے
نہ جلتا طور کیونکر کسطرح موسےٰ نہ غش کھاتے

کہیں ہمنے پتا پایا نہ ہرگز آج تک تیرا
نکوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا
ملاحت تجھسے شیریں حسن شیریں میں نمک تیرا
ثنا گر یک زباں ہر ایک ہی جن و ملک تیرا
کہ جو کچھ ہے خدائی میں وہ ہے لاریب شک تیرا
کہاں یہ تاب و طاقت جلوہ دیکھے مردمک تیرا

دعا یہ ہے کہ وقت مرگ اوسکی مشکل آساں ہو
زباں پر داغ کے نام آئے یارب یک بیک تیرا

بیخود ہے وصال میں بیہوش ہجر میں
جس نے کیا تپاک اوسی نے کیا ہلاک
آباد کس قدر ہے الٰہی عدم کی راہ

×

کیا جانے تجھسے کب وہ کب جدا ہو
جو آشنا ہوا وہی نا آشنا ہوا
ہردم مسافروں کا ہے تانتا لگا ہوا

اے کاش میرے تیرے لیے کل یہ حکم ہو
لیجاؤں ان کو خلد میں جو کچھ ہوا ہوا

کس کس طرح سے اوسکو جلاتے ہیں رات دن
وہ جانتے ہیں داغ سے ہم پر [illegible] ہوا

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصح مشفق
دیکھا ہے کہ اُس ماہ لقا کو نہیں دیکھا

ایسی نظر شوخ میں تمکیں نہیں دیکھی
اس طرح تغافل میں حیا کو نہیں دیکھا

یہ اوس کو رہی خاک نشینوں سے کدورت
اپنے بھی تو نقش کف پا کو نہیں دیکھا

جب داغ کو ڈھونڈھا کسی بتخانہ میں پایا
گھر میں کبھی اوس مرد خدا کو نہیں پایا

زباں ہلا دو تو ہو جائے فیصلہ دل کا
اب آ چکا ہے لبوں پر معاملہ دل کا

خدا کے واسطے کر تو معاملہ دل کا
کہ گھر کے گھر ہی میں ہو جائے فیصلہ دل کا

اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبت میں
کسی کے منھ پہ نہ رکھا کبھی گلہ دل کا

کچھ اور بھی تجھے اے داغ بات آتی ہے
وہی بتوں کی شکایت وہی گلہ دل کا

اوس بزم میں شریک تو جایا نہ جائیگا
میں جاؤں گا اگر مرا سایہ نہ جائیگا

دل لیکے اوسکی بزم میں جایا نہ جائیگا
یہ مدعی بغل میں چھپایا نہ جائیگا

اے حشر امتیاز کہ ہم ہیں شہید ناز
مردوں کی طرح ہمکو اوٹھایا نہ جائیگا

دل کیا ملاؤ گے کہ ہمیں ہو گیا یقیں
تجھسے تو خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا

اے داغ تجھکو رزق کی خواہش ہو غیر سے
اتنا یہ غم کھائے گا کھایا نہ جائے گا

مجھے کوسیں بلائے گالیاں دیں
مگر وہ نام لیں ہر بار میرا

کہوں گا حشر میں یہ کون ہیں کون
مزا دے جائے گا انکار میرا

خدا ہے حشر کے دن وہ پکارے
کہاں ہے طالب دیدار میرا

قیامت ہے سنے وہ سر جھکائے
خدا کے سامنے اظہار میرا

مجھے تم جانتے ہو داغ میں ہوں
کہیں جاتا ہے خالی وار میرا

کوئی مجھ سے غرض مرتا نہیں
جانفشانی کا مزا جاتا رہا

آپ وہ اپنے نگہباں بن گئے
پاسبانی کا مزا جاتا رہا

دوسرا کوئی نہ تجھسا بن سکا
نقش ثانی کا مزا جاتا رہا

نامہ بر نے طے کئے سارے پیام
منھ زبانی کا مزا جاتا رہا

داغ ہی کے دم سے تھا لطف سخن
خوش بیانی کا مزا جاتا رہا

دیکھو جو مسکرا کے تم آغوش نقش پا
گستاخیاں کرے لب خاموش نقش پا

پائی مرے سراغ سے دشمن نے راہ دوست
اے بیخودی مجھے نہ رہا ہوش نقش پا

میں خاکسار عشق ہوں آگاہ راز عشق
میری زباں سے حال سنے گوش نقش پا

آئے بھی وہ چلے بھی گئے میری راہ سے
میں نامراد والہ و مدہوش نقش پا

یہ کون میرے کوچہ سے چھپکر نکل گیا
خالی نہیں ہے فتنوں سے آغوش نقش پا

یہ داغ کی تو خاک نہیں کوے یار میں
اک تشنۂ وصال ہے آغوش نقش پا

یہ بات ہے بہار چمن ہی کیواسطے
آیا نہیں پلٹ کے زمانہ شباب کا

میں اک سوال کر کے پشیمان ہو گیا
الجھا بندھا ہوا ہے ہزاروں جواب کا

جب میں کروں سوال تو کہتے ہو چپ رہو
کیا بات ہے جواب نہیں اس جواب کا

اے زلف یار وجہ بھی کچھ پیچ و تاب کی

اے چشم یار کوئی سبب ہے عتاب کا

آج راہی جہاں سے داغ ہوا
خانۂ عشق بے چراغ ہوا

ایسی کیا بو سما گئی تمکو
ہم سے جو اس قدر دماغ ہوا

کیا اثر ہے کہ غنچۂ تصویر
اوس کے ہنسنے سے باغ باغ ہوا

آسماں گر گیا نظر سے مری
عرش پر جب مراد ماغ ہوا

بعد اوستاد ذوق کے کیا کیا
شہرت افزا کلام داغ ہوا

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہوگیا
میں بت پرستیوں سے مسلمان ہوگیا

مے تو حلال ہی جو پیے ڈھب سے بادہ نوش
میں توبہ کرکے اور پشیمان ہوگیا

رندان بے ریا کی ہے صحبت کے نصیب
زاہد بھی ہم میں بیٹھکے انسان ہوگیا

امید ہے کہ بہر عیادت وہ آئینگے
آزار میری جان کو ارمان ہوگیا

لو اے بتو سنو کہ وہ داغ صنم پرست
مسجد میں جاکے آج مسلمان ہوگیا

تجھے نامہ بر قسم ہے یہیں دن سے رات کرنا
کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا

سبب لکھے اور نوف قاصد مگر ایک بات کرنا
جو رقیب بھی وہاں ہو بہت التفات کرنا

نہیں اور رحم کر یہاں میں بھی داغ آخری ہی
ہمیں گلشن جہاں میں
اور سے باغباں کو وہ اپس ثمر حیات کرنا

وہ کریم کیا نہیں ہے وہ رحیم کیا نہیں ہے
کبھی داغ بھول کر بھی نہ غم نجات کرنا

چھپ رہیں گے حیا سے وہ کب تک
غصہ الزام سے تو آئے گا

دل کا آنا ہے کام سے جانا
جائے گا کام سے تو آئے گا

کبھی اپنا بھی روز خوش اے داغ

دور ایام سے جو آئے گا

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا
تمھیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نہ کرنا

کہاں کا آنا کہاں کا جانا وہ جانتے ہی نہیں یہ رسمیں
وہاں ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا

لیے تو چلتے ہیں حضرت دل تمھیں بھی اس انجمن میں لیکن
ہمارے پہلو میں بیٹھکر تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا

نہیں ہے کچھ قتل ان کا آسان یہ سخت جاں ہیں بری بلا کے
قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا

ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا
غم جدائی میں خاک کر کے کہیں عدو کی خوشی نہ کرنا

مری تو ہے بات زہر اون کو وہ اون کے مطلب ہی کی نکیوں ہو
کہ اون سے جو التجا سے کہنا غضب ہے اونکو وہی نہ کرنا

ہوا اگر شوق آئینے سے تو رخ رہے راستی کے جانب
مثال عارض صفائی رکھنا برنگ کاکل کجی نہ کرنا

وہ ہے ہمارا طریق الفت کہ دشمنوں سے بھی ملکے چلنا
یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

ہم ایک رستہ گلی کا اوسکی دکھا کے دل کو ہوئے پشیماں
یہ حضرت خضر کو جتا دو کسی کی تم رہبری نہ کرنا

بیان درد فراق کیسا کہ ہے وہاں اپنی یہ حقیقت
جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہیں تو وہ بھی کبھی نہ کرنا

مدار ہے ناصحو تمہیں پر تمام اب اوس کی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

روے ہم یاس میں اس رنگ کا رونا کیسا
پانی ہو ہو کے بہا خون تمنا کیسا

بخشند سے اوس بت سفاک کو اے داور حشر
خون ہی مجھمیں نہ تھا خون کا دعوی کیسا

ڈھونڈھتے پھرتے ہو بازار میں کیا ہم دینگے
مفت ہاتھ آئے تو فرہاد وہ سودا کیسا

ڈوبتے ہیں عرق شرم میں غیرت والے
ڈوب مرنے ہی پہ جب آئے تو دریا کیسا

تیرے قربان کوئی دم بھی تکرار رہے
دل ہمارا ہے ہمارا ہے تمہارا کیسا

قیس و فرہاد کے قصے تو سنا کرتے ہو
داد دو اسکی کہ ہمنے تمہیں چاہا کیسا

ہم حقیقت میں سب سمجھتے ہیں اسے پختہ کلام
آپ دل لیکے کھنچے جاتے کیسا کیسا

مجھکو یہ شکوہ کہ اقرار وفا جھوٹا تھا
اونکو یہ ناز کیا ہم نے یہ وعدا کیسا

مجھسے بھی دل نہ لیا غیر کی بھی جان نہ لی
آگیا ہے تمہیں اپنا پرایا کیسا

غیر کا ذکر وفا اور ہمارے آگے
داغ اس بات سے جلتا ہے کلیجا کیسا

برا ہے شاد کو ناشاد کرنا
سمجھکر سوچ کر بیداد کرنا

غم دنیا و دیں میں مبتلا ہوں
مرے مولا مری امداد کرنا

چھپا نا راز وصل احباب سے داغ
پھر ارمان مبارکباد کرنا

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دلربا جاتا رہا
دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی
جو بھروسا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا

میں نے دیکھا اونکی زلفونکو تو فرمانے لگے
آپ کا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تمسے ہے مجھکو ملال
دشمنی کا لطف شکوونکا مزا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھپہ برساتے رہو تیر نگاہ
صید جسدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

کس قدر اونکو فراق غیر کا افسوس ہے
ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

اب کئی دن سے وہ رسم وراہ بھی موقوف ہے
ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

اے نزاکت ترے قربان کہ وقت رخصت
وہ کہیں ہمسے کہ گھر تک نہیں جایا جاتا

فتنہ سازی مرے دل کی بھی قیامت ہوتی
گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا

ایضاً

بلا سے جو دشمن ہوا ہو کسیکا
وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسیکا

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زباں سے
کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسیکا

ادھر آ کلیجے سے تجھکو لگا لوں
تجھی پر تو دل آگیا ہے کسیکا

کسی کی تپش میں خوشی ہے کسیکی
کسیکی خلش میں مزا ہے کسیکا

ذرا ڈال دو اپنی زلفونکا سایہ
مقدر بہت نارسا ہے کسیکا

مری بزم میں آکے وہ پوچھتے ہیں
برا حال ہمنے سنا ہے کسیکا

ستم ہی کئے جاؤ ہم بھی ہیں حاضر
ہمیں حوصلہ دیکھنا ہے کسیکا

بچے جان کس طرح تیری ادا سے
قضا پر کہیں بس چلا ہے کسیکا

مری التجا پر بگڑ کر وہ بولے
نہیں مانتے اسمیں کیا ہے کسیکا

سنا کرتے ہیں چھیڑ کر گالیاں ہم
وگرنہ کوئی سر پھرا ہے کسیکا

بظاہر سمجھانے سمجھانے سمجھانے

تجھے داغ دل جانتا ہے کسیکا

دل کو تاکا تو مرے جان جگر چھوڑ دیا
اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا

کیا نزاکت کی شکایت ہو غنیمت جانو
ہم نے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا

داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہے
خانہ برباد سے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا

بتوں نے ہوش سنبھالا جہاں شعور آیا
بڑے دماغ بڑے ناز سے غرور آیا

اوسے حیا ادھر آئی ادھر غرور آیا
مرے جنازے کے ہمراہ دور دور آیا

جہاں میں لاکھ حسیں ہوں تو انکو رشک نہیں
قیامت آگئی جس وقت نام حور آیا

عدو کو دیکھکے آنکھوں میں اپنی خون اوترا
[illegible] بادہ گلرنگ کا سرور آیا

قسم بھی وہ بھی قرآن کی نہیں کھاتے
[illegible] کیوں [illegible] آیا

کہا جب اسنے یہ تیغ کون آتا ہے
پکار اوٹھا دل مشتاق و ناصبور آیا

نگاہ [illegible] بجلی کی یہ تو [illegible]
[illegible] آنکھوں کو وہ طور آیا

الٰہی اشک ندامت کی آبرو رکھنا
[illegible] وقت پر ضرور آیا

شہید ناز بھی عاشق مزاج [illegible]
[illegible] آیا

[illegible] جان مری [illegible]
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

تو جدا ہے زلف پریشاں [illegible]
[illegible] دل میں ہے ٹھکانا تیرا

اپنی آنکھوں میں ابھی کوند گئی بجلی سی
ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہے کہ جانا تیرا

کیا لطف ستم یوں [illegible] نہیں ہوتا
[illegible] اگر دل نہیں ہوتا

[illegible]
معشوق کی [illegible] نہیں ہوتا

[illegible]
[illegible] نہیں ہوتا

غمزہ بھی ہو سفاک نگاہیں بھی ہوں خونریز
تلوار کے باندھے سے تو قاتل نہیں ہوتا

انکار تو کرتے ہو مگر یہ بھی سمجھ لو
بے وجہ کسی سے کوئی سائل نہیں ہوتا

مزہ ہر ایک کو تازہ ملا ہے عشق جاناں کا
نگہ کو دید کا لب کو فغاں کا دل کو ارماں کا

نہیں معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ انکا
مزاج اچھا تو ہے یا دشمن بجز اس آفت جاں کا

یہ کیا ہے آج غیر دنیسے مری تعریف ہوتی ہے
یہ کیا ہے خود بیاں ہوتا ہے اپنے جور پنہاں کا

فلک پر وہ بنا اہل زمیں کی پردہ پوشی کو
مگر اس دشمن جاں نے کسی کا عیب کب ڈھانکا

بنا کر اپنا دیوانہ الگ بچکر بیٹھے جاتا
ترے دامن سے لینا ہے ہمیں بدلہ گریباں کا

کسی کی شرم آلودہ نگاہ ہو نہیں یہ شوخی ہے
اسے دیکھا اسے دیکھا ادھر تاکا ادھر جھانکا

تری آتش بیانی داغ روشن ہے زمانہ پر
پگھل جاتا ہے مثل شمع دل ہر اک سخنداں کا

سر محفل مجھی سے تجکو ظالم پردہ کرنا تھا
پھر اتنی سیر پہ قیامت غیر کے دامن میں منہ ڈھانکا

بہت آنکھیں ہیں فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم
کف نازک میں کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگاں کا

رہی اونکے ہمارے دل ہی دل میں گفتگو چپ چاپ
مزا آتا رہا کیا کیا تماشے پنہاں کا

ہمارے داغ عصیاں داغ کیا کیا رنگ لائینگے
گماں گذریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستاں کا

محبت میں کسے کیا کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہیں سکتا

کیا ہے وعدۂ فردا انھوں نے دیکھیے کیا ہو
یہاں صبر و تحمل آج ہی سے ہو نہیں سکتا

چمن میں ناز بلبل نے کیا جب اپنے نالے پر
چٹک کر غنچہ بولا کیا کسی سے ہو نہیں سکتا

نہ رونا ہے طریقے کا نہ ہنسنا ہے سلیقے کا
پریشانی میں کوئی کام جی سے ہو نہیں سکتا

ہوا ہوں اسقدر محجوب عرض مدعا کر کے
مکرر تو وہ رکھی شرمندگی سے ہو نہیں سکتا

خدا جب دوست ہے اے داغ کیا دشمن سے اندیشہ
ہمارا کچھ کسیکی دشمنی سے ہو نہیں سکتا

وہ بت کرے خدائی کی باتیں خدائی کی شان
جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا
زاہد کمال پیر مغاں تجھسے کیا کہوں
مرشد وہاں خطاب ہے ادنے مرید کا
اس دل کا کوئی نقش وفا میں نہیں جواب
بیٹھا ہوا ہے سکہ ترے زر خرید کا
یہ کشش تھی حسن جانانکی کہ اسکے بزم میں
شمع کے نزدیک شکوکوئی پروانہ نہ تھا
تمسے کیا شکوہ کہ دل بھی دشمن جاں ہوگیا
یہ تو اپنا دوست ہی تھا کوئی بیگانہ نہ تھا
تم تو اوسکو پیچ میں ہو سو طرح لائے مگر
مفت دیتا دل تمہیں داغ ایسا دیوانہ نہ تھا
تھی نہ تاب ستم تو حضرت دل
عاشقی کو سلام کرنا تھا
کیوں کیا غیر پر ستم تونے
یہ ہمیں پر تمام کرنا تھا

داغ مہماں سرائے دنیا میں
اور چندے قیام کرنا تھا

بلا سے اضطراب وہ درد ہی بنکر ٹھہر رہنا
کسی صورت سے تم رہنا مرے دلمیں مگر رہنا
برائی بھلائی اور بھلائی جبکہ ترے ہاتھ ہے اپنی
تو چھوڑا ہم نے راضی آج سے تقدیر پر رہنا
گنہ گاری میں سنے رات یہ کہکر وہ اب آئے
ذرا اے چشم تر تھمنا ذرا اے دل جگر رہنا

تجھے وہ جانکر بیخود کہیں گے غیر سے دل کی — خبردار اے دل اسکی بزم میں تو بیخبر رہنا

ڈرو اللہ سے اے داغ دیکھو ہوش میں آؤ
بتوں کی یاد میں غافل خدا سے اس قدر رہنا

ترے خرام سے برپا ہے شور و شر کیسا — اوٹھا یہ فتنہ قیامت سے پیشتر کیسا
سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہی کچھ دل بیتاب — الٰہی آج یہ صدمہ ہے جان پر کیسا
یقیں تھا کہ پس مرگ چین آئے گا — قرار اس دل بیتاب کو مگر کیسا
نکل سکی نہ مرے منھ سے آہ بھی پوری — اثر کی کسکو توقع ہے یاں اثر کیسا
ہم اپنے دلکی حقیقت تمھیں سے پوچھتے ہیں — اب اسکا حال ہے کیا تھا یہ پیشتر کیسا

کمال عشق ہے اے داغ محو ہو جانا
تجھے خبر ہی نہیں نفع کیا ضرر کیسا

پیکان یار سینے سے کیونکر نکال دوں — یہ ہے خدا کی دین کہ دل دوسرا دیا
تا حشر منکرین قیامت نہ مانتے — تجھکو بناکے اوسکا نمونہ دکھا دیا

سمجھیں گے خوب اُس بتِ ناآشنا سے داغ
گر ایک بار اور خدا نے دکھا دیا

نہ آیا نامہ بر اب تک گیا تھا کہکے اب آیا — الٰہی کیا ستم ٹوٹا خدایا کیا غضب آیا
غضب ہے جن پہ دل آئے کہیں انجان بنکر وہ — کہاں آیا کدہر آیا یہ کون آیا یہ کب آیا
بسر کیونکر کرینگے خلد میں ہم واعظ ناداں — ہمارے جد امجد کو نہ واں رہنے کا ڈھب آیا

گیا جب داغ مقتل میں کہا خوش ہوکے قاتل نے
مرا آفت نصیب آیا مرا اپنا طلب آیا

دل نے مجھے تڑپایا آنکھوں نے کیا رسوا — اپنوں نے ہوا یہ کچھ بیگانوں نے کیا ہوتا
غیروں کی شکایت پر فرقت کی حکایت پر — گر تم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا

تھا غیر بھی ساتھ اُنکے کترا کے گئے جب مجھسے
یہ خیر ہوئی ورنہ جھگڑا ہی ہوا ہوتا

محفل میں سنایا تھا افسانۂ غم میں نے
الزام یہ رکھا ہے خلوت میں سنایا ہوتا

انکار میکشی نے مجھے کیا مزا دیا
سینے پہ چڑھ کے اُسنے خم مے پلا دیا

جو کچھ ہوا تو دل مجھے اے بیوفا دیا
تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا

احسان مانتا ہوں ستمہائے غیر کا
بگڑا ہوا مزاج تمھارا بنا دیا

بخشا گیا جو داغ سیہ کار دیکھنا
جنت سے کہے گی آگ لگا دی جلا دیا

چال زلف سیاہ نے مارا
تیری کافر نگاہ نے مارا

کھا گیا مغز ناصح نادان
مجکو اس خیر خواہ نے مارا

ضبط کر درد عشق کو اے دل
اس تری آہ آہ نے مارا

خوش ہے کافر بھی اوسکی رحمت پر
ہائے اس اشتباہ نے مارا

دیکھا ہے داغ اہل دنیا کو
ہوس عز و جاہ نے مارا

عاشقی سخت تر مصیبت ہے
ہم کو یہ کام عمر بھر میں پڑا

گر نہیں تھا کوئی جبیں فرسا
کیوں نشاں تیرے سنگ در میں پڑا

جلوہ گر دل ادھر ادھر رخسار
فرق اونکی تری نظر میں پڑا

جب چلا داغ کوئے قاتل کو
ایک کہرام اوسکے گھر میں پڑا

دل پر اضطراب نے مارا
اسی خانہ خراب نے مارا

میری آنکھوں سے ہو عیاں جب مرگ
نرگس نیم خواب نے مارا

یاد کرتے ہو غیر کے اشعار
ہائے اس انتخاب نے مارا

دل لگاوٹ نے کر دیا بسمل
اور پھر اجتناب نے مارا

مجھکو بیتاب دیکھکر بولے
آپ کے اضطراب نے مارا

دیکھکر جلوہ غش ہوئے موسے
داغ مجھکو حجاب نے مارا

گر ذوق سیر ہے کچھ تو دیکھ میرے دلکو
یہ بھی ہے اک نمونہ جام جہاں نما کا

گاہے فلک پہ پھینکا گاہے زمیں پہ پٹکا
مشت غبار اپنا بازیچہ ہے صبا کا

جس راہ سے وہ گزرے ڈالی بنا کے نقشہ
نقشہ بنا نگہباں ہر چشم نقش پا کا

اس پردہ نے تمہارا نام اور بھی نکالا
یہ بھی کوئی حیا ہے جو نام ہو حیا کا

دست ہوس بڑھا کر کیوں مرتبہ گھٹایا
سمجھی نہ یہ زلیخا دامن ہے پارسا کا

کم ہوگا داغ سا بھی مکار اس جہاں میں
اس بت پہ شیفتہ ہو اور نام لے خدا کا

للہ مجھسے انکو چھڑایا نہ کیجئے
ملتی نہیں ہے دل کی طرح سے نظر بھی کیا

سنکر فسانہ قیس کا ظالم نے یہ کہا
عاشق خراب خستہ رہے عمر بھر بھی کیا

ملتے ہی اوس سے آنکھ جو غش آگیا مجھے
غل مچ گیا کہ سخت بلا ہے نظر بھی کیا

کیوں داغ کے سوال سے چپ لگ گئی حضور
آیا نہیں جواب کچھ بوجھ کر بھی کیا

آنکھ کے ملتے ہی باہم چھا گئیں حیرانیاں
آئینے کی شکل یاں عالم وہاں تصویر کا

ہائے وہ دن جبکہ تو دل تھام کر مجھسے کہے
آہ ظالم تیرا نالہ بھی ہے کس تاثیر کا

عشق اس رعنا جواں کا داغ کرتا ہو سخن
نام سے بدنام ناحق آسمان پیر کا

گیا ذوق ہی گیا شوق ہی سو مرتبہ دیکھوں
پھر بھی یہ کہوں جلوۂ جاناں نہیں دیکھا

محشر میں وہ نادم ہوں خدا یہ نہ دکھائے
آنکھوں نے کبھی اوسکو پشیماں نہیں دیکھا

ہر چند ترے ظلم کی کچھ حد نہیں ظالم
پر ہمنے کسی شخص کو نالاں نہیں دیکھا

ملتا نہیں ہمکو دل گم گشتہ ہمارا
تو نے تو کہیں اے غم جاناں نہیں دیکھا

لو اور سنو کہتے ہیں وہ دیکھکے مجکو
جو حال سنا تھا وہ پریشاں نہیں دیکھا

کیوں پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت
کیا تم نے کبھی داغ کا دیواں نہیں دیکھا

وہ قتل کرکے مجھے ہر کسی سے پوچھتے ہیں
یہ کام کسنے کیا ہے یہ کام کس کا تھا

وفا کرینگے نباہیں گے بات مانیں گے
تمھیں بھی یاد ہے کچھ یہ کلام کس کا تھا

اگرچہ دیکھنے والے ترے ہزاروں تھے
تباہ حال بہت زیر بام کس کا تھا

ہر اک سے کہتے ہیں کیا داغ بیوفا نکلا
یہ پوچھے اون سے کوئی یہ غلام کس کا تھا

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

ہنسا ہنسا کے شب وصل اشکبار کیا
تسلیاں مجھے دے دیکے بیقرار کیا

یہ کسنے جلوہ ہمارے سر مزار کیا
کہ دل سے شور اٹھا ہاے بیقرار کیا

کہاں کا صبر کہ دم پر ہے بنگئی ظالم
بتنگ آئے تو حال دل آشکار کیا

تڑپ پھر اے دل ناداں کہ غیر کہتے ہیں
اخیر کچھ نہ بنی صبر اختیار کیا

نہ پوچھ دلکی حقیقت مگر یہ کہتے ہیں
وہ بیقرار رہے جسنے بیقرار کیا

فسانۂ شب غم اونکو اک کہانی تھی
کچھ اعتبار کیا کچھ نہ اعتبار کیا

کسی کے عشق نہاں میں یہ بدگمانی تھی
کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

بنے گا مہر قیامت بھی ایک خال سیاہ

جو چہرہ داغ سیہ رو نے آشکار کیا

دل عاشق اسیران گیسووں کے جال میں دیکھا
طلسم عشق تو دیکھو کہ شیشہ بال میں دیکھا
گنہ تھا عشق تو اے داور محشر مقر ہوں میں
یہی اک تو نے میرے نامۂ اعمال میں دیکھا

ہوئے ہیں داغ کے مذہب سے حیراں کافر و مومن
کبھی اس حال میں دیکھا کبھی اُس حال میں دیکھا

باقی جہاں میں قیس نہ فرہاد رہ گیا
افسانہ عاشقوں کا فقط یاد رہ گیا
یوں آنکھ اونکی کر کے اشارہ پلٹ گئی
گویا کہ لب سے ہو کے کچھ ارشاد رہ گیا
صورت کو تیری دیکھ کے کھنچتی ہے جان خلق
دل اپنا تھام تھام کے بہزاد رہ گیا

اے داغ دل ہی دل میں گھلے ضبط عشق سے
افسوس شوق نالہ و فریاد رہ گیا

اس سلیقہ کی عداوت کہیں دیکھی نہ سنی
تو زمانہ کا عدو دوست زمانہ تیرا
قتل عشاق کیا کھیل سمجھ کر تو نے
ابھی باقی ہے لڑکپن کا زمانہ تیرا

تو نے مارا سبھی عاشق کو مگر یہ تو بتا
نام لیتا ہے مری جان زمانہ تیرا

جھوک سے سایہ کے بھی یہ ناتواں لاغر گرا
جس جگہ سایہ گرا میرا مجھے لیکر گرا
دل سنبھالا پر نہ سنبھلا پاؤں اوٹھا سر گرا
اونکے آگے آج میں اکثر اوٹھا اکثر گرا
اس نزاکت پر ہمارے قتل کا دعوی چہ خوش
دیکھئے لیجئے خبر وہ ہاتھ سے خنجر گرا
کم نصیبی اسکو کہتے ہیں کہ میرے وار پر
دست ساقی سے ادہر شیشہ اُدھر ساغر گرا

پہلے کیوں اے داغ اتنی پی گئے فرمائیے
سر پکڑ کر اب جو ہے فریاد میرا سر گرا

مری بزم میں آکے وہ پوچھتے ہیں
بُرا حال ہمنے سنا ہے کسیکا

تجاہل تغافل سے دزدیدہ نظر میں ۔۔۔ یہ کیا دیکھنا دیکھنا ہے کسیکا

بچے جان کس طرح تیری ادا سے
قضا پر کہیں بس چلا ہے کسیکا

ارے بیباک کیا کہنا ہے تیرے اس اشاریکا ۔۔۔ ٹھکانا بے ٹھکانیکا سہارا بے سہاریکا
الٰہی دیکھئے کافر نگاہیں کیا دکھاتی ہیں ۔۔۔ بڑا اپکا پڑا ہے اوسکی آنکھونکو اشاریکا
مرے اشکو نہیں ہے یا ترے دندان مصفا نے ۔۔۔ گہر کی آب ہیریکی تجلی نور تاریکا

گذر جائیگی ہر صورت کروں کیوں داغ اندیشہ
مرے مولا کو ہر دم فکر ہے میرے گذارے کا

تیرا بھی تو حسن ہے دغا باز ۔۔۔ ہوتا ہے نہیں کوئی کسیکا
لیتی نہیں بزم میں مرا نام ۔۔۔ کہتے ہیں خیال ہے کسیکا

ایسے سے جو داغ نے نباہی
سچ ہے کہ یہ کام تھا اوسی کا

کیا مرے ہاتھ سے کھینچکر ترا داماں نکلا ۔۔۔ تو بھی آغوش سے یوں نہ مری جاں نکلا
دل سوزاں نے کہیں آگ نہ چھوڑی شب ہجر ۔۔۔ صبح خورشید کے بدلے مہ تاباں نکلا
قول پورا تھا پر اوس عہد شکن کے منہ سے ۔۔۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سخن وعدہ و پیماں نکلا
شرگیں چشم نہیں اُس برق نظر کا جلوہ ۔۔۔ ایک شعلہ سا تہ دامن مژگاں نکلا
سختیٔ دل کا مزا تجکو چکھا تھا کافر ۔۔۔ پر کروں کیا کہ خدا تیرا نگہباں نکلا
رونے والوں کو بھی اب تجپہ ہنسی آتی ہے ۔۔۔ دیدۂ تر سے مرے اشک بھی خنداں نکلا

داغ دل چیر کے اُس بت کو دکھانا ہی نہ تھا
آرزو نکلے تو نکلے مگر ایماں نکلا

یارب ہے بخش دینا بندے کو کام تیرا ۔۔۔ محروم رہ نجائے کل یہ غلام تیرا

جبتک ہو دل بغل میں ہر دم ہو یاد تیری
جبتک زبان منہ میں جاری ہو نام تیرا

شمس الضحیٰ محمد بدر الدجیٰ محمد
ہے نور پاک روشن ہر صبح و شام تیرا

یہ داغ بھی نہو گا تیرے سوا کسی کا
کونین میں ہے جو کچھ وہ ہے تمام تیرا

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا
تجھپر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا

جانتا ہوں کہ مری جان ہے تو
اور میں جان سے بیزار یہ کیا

پاؤں پر اوسکے گرا میں تو کہا
دیکھ ہشیار خبردار یہ کیا

تیری آنکھیں تو بہت اچھی ہیں
سب انھیں کہتے ہیں بیمار یہ کیا

کیوں مرے قتل سے انکار یہ کیوں
اسقدر ہے تمھیں دشوار یہ کیا

سر اوڑاتے ہیں وہ تلواروں سے
کوئی کہتا نہیں سرکار یہ کیا

لے لئے ہمنے پلٹ کر بوسے
وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا

وحشت دل کے سوا الفت میں
اور ہیں سیکڑوں آزار یہ کیا

ضعف رخصت نہیں دیتا افسوس
سامنے ہے در دلدار یہ کیا

باتیں سنیئے تو بھڑک جائیے گا
گرم ہیں داغ کے اشعار یہ کیا

جو اُف کی دلجلوں نے تیرے تو یہ خاکداں پھونکا
زمیں کیا آسماں پھونکا مکیں کیا لامکاں پھونکا

تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہاں پھونکا
ادھر چمکی ادھر سلگی یہاں پھونکا وہاں پھونکا

مری حال زبوں پہ ہائے کس کسکو نہ رحم آیا
اجل نے بھی تو کچھ پڑھ پڑھ کے بہر حفظ جاں پھونکا

تری دزد حنا نے مایۂ صبر و خرد لوٹے
تری برق نگہ نے خرمن تاب و تواں پھونکا

کہوں منہ سے نہ گو میں سوز پنہاں دم پرسش
اشارے کرتی ہیں دلکی طرف آنکھیں یہاں پھونکا

سنا جاتا نہیں اسے داغ تیرا سوز دل ہمسے

تری آتش زبانی نے تو اے آتش زباں پھونکا

نگہ یار نے کی خانہ خرابی ایسی — نہ ٹھکانا ہے جگر کا نہ ٹھکانا دل کا
حور کی شکل ہو تم نور کی پتلی ہو تم — اور اوسپر تمھیں آیا ہے جلانا دل کا

ان حسینوں کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

جان جاتی دکھائی دیتی ہے — اونکا آنا نظر نہیں آتا
دلپہ بیٹھا کہاں سے تیر نگاہ — یہ نشانا نظر نہیں آتا
تم ملاؤ گے خاک میں ہمکو — دل ملانا نظر نہیں آتا
آپ ہی دیکھتے ہیں ہم کو تو — دل کا آنا نظر نہیں آتا

دل پر آرزو لٹا اے داغ
وہ خزانا نظر نہیں آتا

روکنا دلکو کہ شوق زلف دلبر لیچلا — تھامنا مجکو کہ یہ سودا مرا سر لیچلا
اوسکی محفل سے کہوں کیا دلکو کیونکر لیچلا — ہار کر اکبار چھوڑا پھر مکرر لیچلا
نالہ چنکر دلکی باتیں دل سے باہر لیچلا — یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گھر گھر لیچلا
باندھکر مشکیں خیال زلف دلبر لیچلا — سانپ کے منھ میں مرا مجکو مقدر لیچلا
چلدیا وہ شعبدہ گر میں بھی کہتا رہا — اسکو لینا وہ کوئی دلکو چراکر لیچلا
خوب رضواں سے در فردوس پہ جھگڑے ہوے — جب بت کافر کو میں دلمیں چھپاکر لیچلا
کوئی دامنگیر تھا کوئی گریباں گیر تھا — اوسکو اپنے ساتھ جب میں روز محشر لیچلا

منزل مقصود تک پہونچے بڑی مشکل سے ہم
ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لیچلا

سبب کھلا یہ ہیں اونکے منھ چھپانے کا — اوڑا نہ لے کوئی انداز مسکرانے کا

جفائیں کرتے ہیں تھم تھم کے اس خیال سے وہ — گیا تو پھر یہ نہیں میرے ہاتھ آنے کا

خطا معاف تم اے داغ اور خواہش وصل
قصور ہے یہ فقط اون کے منھ لگانے کا

غیر سے ساتھ دل میں بھی دیکھا — کبھی تنہا نظر نہیں آتا
کوئی دل تیرے عہد میں ظالم — بے تمنا نظر نہیں آتا
دل کا آئینہ دیکھنے کو بنا — پر جو چاہا نظر نہیں آیا

ہمیں اے داغ کور باطن ہیں
ورنہ وہ کیا نظر نہیں آتا

کس نے کہا کہ داغ وفادار مر گیا — وہ ہاتھ ملکے کہتے ہیں کیا یار مر گیا
دام بلاے عشق کی وہ کشمکش رہی — اک اک پھڑک پھڑک کے گرفتار مر گیا
آنکھیں کھلی ہوئیں ہیں بس مرگ اسلیے — جانے کوئی کہ طالب دیدار مر گیا
جس سے کیا ہے آپ نے اقرار جی گیا — جس نے سنا ہے آپ سے انکار مر گیا

کس بیکسی سے داغ نے افسوس جان دی
پڑھکر ترے فراق کے اشعار مر گیا

وہ دن بھی کسی سے وہ برابر نہیں ملتا — یہ اور قیامت ہے کہ مکرر نہیں ملتا
انکار سے امید ہے اقرار سے ہے یاس — جب وعدہ کیا پھر وہ مکرر نہیں ملتا

یارب مرے اشکوں سے نہ تاثیر جدا ہو
اس قافلے سے کوئی بچھڑ کر نہیں ملتا

شانہ جب زلف معنبر سے الجھکر نکلا — ہم یہ سمجھے کہ ہمارا دل مضطر نکلا
زلف برہم عرق آلودہ جگر دامن چاک — کسکے آغوش سے تو جان چھڑا کر نکلا
عشق نے خوب کیا ظاہر و باطن یکساں — داغ جو سینے پہ دیکھا وہی دل پر نکلا

زلف ہے دام بلا گیسوئے پیچاں زنجیر
یہی پھندے ہیں تو کیسے کوئی کیونکر نکلا
ہم تو بے نام و نشاں آپکی الفت میں ہوے
آپ کا نام نکلنا تھا ستمگر نکلا
نام اوسکا تو مرے دلمیں نہاں تھا ناصح
ہائے کمبخت ترے منھ سے یہ کیونکر نکلا

آفریں داغ تجھے خوب نباہی تو نے
مرحبا کوچۂ دلدار سے مرکر نکلا

جگر کو تھام کے میں بزم یار سے اٹھا
ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اٹھا
ہمارے دیتے وہ تنہا اٹھا لیا ظالم
ترا ستم جو نہ اک روزگار سے اٹھا
ہوا نہ پھر کہیں روشن یہ رشک تو دیکھو
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اٹھا
پچھوڑتا اگر اونکے قدم وہ کیوں جاتے
مگر نہ ہاتھ دل بیقرار سے اٹھا

عدو کی بزم میں دیکھو تو داغ کے تیور
ذلیل ہو کے بڑے افتخار سے اٹھا

کبھی تڑپا کے دل پر ہاتھ رکھنا
کبھی کہنا اسے یہ ہو گیا کیا
ذرا دم لو کہیں گے حال دل بھی
ہمارے لب پہ رکھا ہے گلا کیا

کہا ظالم نے سنکر داغ کا حال
بہت اچھے ہیں اون کا پوچھنا کیا

ذکر مجنوں سے مجھے آگ لگی جاتی ہے
گرچہ ظاہر ہے تمھارا وہ طلبگار نہ تھا
یا نہ آتے تھے حسینوں کو یہ انداز جفا
یا کوئی اگلے زمانہ میں خطاوار نہ تھا
سحر تھی چشم فسوں ساز کہ ملتے ہی نظر
سینے پہلو میں جو دیکھا دل زار نہ تھا
ایک ہی جلوہ دکھا کر مجھے دھوکے میں نہ ڈال
دل کہے یار ہی تھا میں یہ کہوں یار نہ تھا

دل کا سودا اور اس اعجاز سے اور ایسی جگہ
داغ وہ انجمن ناز تھی بازار نہ تھا

دل مبتلا لذت آزار ہی رہا
مرنا فراق یار میں دشوار ہی رہا

احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہوں
بخشا گیا میں تو بھی گنہگار ہی رہا

جلوہ کے بعد وصل کی خواہش ضرور تھی
وہ کیا رہا جو عاشق دیدار ہی رہا

کہتے ہیں بچ کے غیر محبت سے داغ کی
معشوق آپ کے پاس وفادار ہی رہا

عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا
آگے بڑھتے تو کچھ پتا ملتا

روز اک دل لگی نئی ہوتی
روز اک دل مجھے نیا ملتا

تم کو یہ مل گیا ہے قسمت سے
داغ سا ورنہ دوسرا ملتا

کس کا طرہ کس کا گیسو کس کی کاکل کس کی زلف
سب بلائیں ہو گئیں جب دل پریشاں ہو گیا

دل میں دے کر رہا تھا ایک قطرہ خون کا
کچھ نثار غم ہوا کچھ صرف مژگاں ہو گیا

بوسہ لیکر دل دیا ہے اور پھر نالاں ہیں داغ
کوئی جانے مفت میں حضرت کا نقصاں ہو گیا

دل سے باتیں نہیں کرتا کبھی میں اس لیے
وہ ستمگر بدگماں یہ رازداں ہو جائیگا

حسن تیرا عشق میرا ہے بلائے روزگار
آفت آجائیگی پر چرچا جہاں ہو جائیگا

داغ کو ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تیرے عشق میں
ہائے ایسا شخص یوں بے خانماں ہو جائیگا

بے عشق تو جینا مجھے دم بھر نہیں ہوتا
سودا جو نہ ہوتا تو مرا سر بھی نہ ہوتا

کیوں رنج دیئے دلکو جو فریاد کا ڈر ہے
تھی آپکی مرضی کہ یہ مضطر بھی نہ ہوتا

ظالم جو کہا اوسکو یہ ہے حسن کی خوبی
بہتر تو یہی تھا کہ وہ بہتر بھی نہ ہوتا

غارت گر ایماں تو ہے اے داغ یہ کافر

گر عشق نہ ہوتا کوئی کافر بھی نہ ہوتا

یہ مجھسے کہنے کو ظالم سر مزار آیا — موے بغیر بے تجھے کس طرح قرار آیا
خدا کے واسطے جھوٹی نہ کھائیے قسمیں — مجھے یقیں ہوا مجکو اعتبار آیا
کمال عشق کو فرہاد و قیس کب پہونچے — وہ پختہ کار ہے دل جس کا بار بار آیا
یہ عقدہ عاشق و معشوق کے ملنے سے کھلا — سمجھ میں مسئلہ جبر اختیار آیا

ڈرانے جو حشر میں وہ مجکو دیکھتے ہی کہا
مرا رفیق مرا داغ جان نثار آیا

آئینہ تصویر کا تیری نہ لیکر رکھدیا — بوسے لینے کے لیے کعبے میں پتھر رکھدیا
بیٹھے اون کے سامنے اول تو خنجر رکھدیا — پھر کلیجا رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا
زندگی میں پاس سے دم بھر نہوتے تھے جدا — قبر میں تنہا مجھے یاروں نے کیونکر رکھدیا
دیکھئے اب ٹھوکریں کھاتی ہے کس کس کی نگاہ — روزن دیوار میں ظالم نے پتھر رکھدیا
زلف خالی ہاتھ خالی کس جگہ ڈھونڈیں اوسے — تمنے دل لیکر کہاں اے بندہ پرور رکھدیا

داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق میں
حال دل کمبخت نے سب اونکے منھ پر رکھدیا

جہاں میں کیا ڈھونڈا کیا نپایا — مزاج اون کا دماغ اونکا نپایا
اگرچہ قیس نے عشق و جنوں کا — مزا پایا مگر ایسا نپایا

سفارش ہم تری کرتے پر اے داغ
کبھی اون کا تجھسے رخ اچھا نپایا

کب ہوا اسے بت بیگانہ منش تو اپنا — دل جو اپنا ہے نہیں اوسپہ بھی قابو اپنا
تمکو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام — تم سنوارا کرو بیٹھے ہوے گیسو اپنا
نہ بنا ہو یہ کہیں غیر کے سر کا آئینہ (تکیہ) — مسکراتے ہیں وہ کیوں دیکھکے زانو اپنا

حق میں عاشق کے بھلا ہو کہ برا ہو کچھ ہو
فائدہ دیکھ لیا کرتے ہیں خوش رو اپنا

لگ گئی چپ تجھے اے داغ حزیں کیوں ایسی
مجکو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا

دیکھ لیگا یہ مزا حشر میں جو جائے گا
آپ جو حکم کرینگے وہی ہو جائیگا

لیکے دل دوگے تو دو بھر مجھے ہو جائیگا
تم ذرا اُس سے بھی یہ پوچھ تو لو جائیگا

نامہ بر دیدۂ بیدار ہمارا لیجا
یہ تو جا ئیگا جو تو راہ میں سو جائیگا

یہ وہ حالت ہے کہ ہنستوں کو رولا دیتی ہے
جو ہنسانے مجھے آئیگا وہ رو جائیگا

وصل کے باب میں کی عرض تو ہنسکر بولے
کیوں مرے مرجاتے ہو جائیگا ہو جائیگا

داغ تم داغ جدائی کے گلے کرتے ہو
چار چھینٹوں میں وہ جلتے ہوے دھو جائیگا

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا

جو تمھاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمھیں منصفی سے کہدو تمھیں اعتبار ہوتا

یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

نہ مزہ ہے دشمنی میں نہ ہے لطف دوستی میں
کوئی غیر غیر ہوتا کوئی یار یار ہوتا

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
مگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا

تمھیں ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل
یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

ظلم کس کس غریب پر نہ کیا
تم نے اس کام سے حذر نہ کیا

دل کے ہاتھوں ہے سخت مجبوری
اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا

ہو گئی چوک ہم سے اے ناصح
تجھکو اپنا پیامبر نہ کیا

تم کو ہم باوفا تو کہہ دیں گے
داغ نے اعتبار اگر نہ کیا

ایک ہی شکوہ میں ساماں وصل کا برہم ہوا
کیا ہنسی میں رنج پھیلا کس خوشی میں غم ہوا

ناامیدی ترے صدقے تو نے دی راحت مجھے
کم ہوا جب ایک رہا ایک دشمن کم ہوا

صبح ہجر آئیں ادھر غلیں ادھر انکا یہ حال
آئینے سے کہتے ہیں یہ کیا مرا عالم ہوا

داغ پھر اس آفت جاں سے بڑھائی رسم و راہ
پہلے تھوڑا رنج پایا پہلے تھوڑا غم ہوا

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

دل لیکے مفت کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں
اولٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

ڈرتا ہوں دیکھکر دل بے آرزو کو میں
سنسان گھر یہ کیوں نہ ہو مہمان تو گیا

افشاے راز عشق میں گو ذلتیں ہوئیں
لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا

گو نامہ بر سے خوش نہوا پر ہزار شکر
مجھکو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا

بزم عدو میں صورت پروانہ دل مرا
گو رشک سے جلا ترے قربان تو گیا

ہوش و حواس و تاب و تواں داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

مرا دل وہ تیر نظر لے گیا
جگر لینے والا جگر لے گیا

کلیجہ جواب منھ کو آتا نہیں
ترا تیر شاید جگر لے گیا

یہ کیا ایسی وحشت ہوئی داغ کو
اوٹھا کر کہاں گھر کا گھر لے گیا

داغ تھا درد تھا غم تھا کہ الم تھا کچھ تھا
لے لیا عشق میں جو ہمکو میسر آیا

عشق تاثیر ہی کرتا ہے کہ اس کافر نے
جب مرا حال سنا سنتے ہی جی بھر آیا

غیر نے آج کیا مہر و وفا کا دعوے
تمہیں انصاف سے کہدو تمہیں باور آیا

وصل میں ہائے وہ اترا کے مرا بول اوٹھنا
اے فلک دیکھ تو یہ کون مرے گھر آیا

راہ میں وعدہ کریں جاؤں گھر پر تو کہیں
کون ہے کس نے بلایا اسے کیونکر آیا

داغ کے نام سے نفرت ہے وہ جلجاتے ہیں
ذکر کمبخت کا آنے کو تو اکثر آیا

کس کے آنے کا تصور ہے کہ ہر دم ہر وقت
ہے ترا تکیہ کلام اے دل ناشاد آیا

یہ وہ گھر ہے کہ خوشی کا تو یہاں کیا مذکور
غم بھی آیا مرے دل میں تو بہت شاد آیا

رات بھر شور رہا ہے ترے ہمسائے ہیں
کس کے ارمان بھرے دل کو خدا یاد آیا

میرے قابو نہ پھروں دل ناشاد آیا
وہ مرا کھو دینے والا جو تجھے یاد آیا

کوئی بھولا ہوا انداز ستم یاد آیا
کہ تبسم تجھے ظالم دم بیداد آیا

چین کرتے ہیں وہاں رنج اٹھانیوالے
کام عقبیٰ میں ہمارا دل ناشاد آیا

دی موذن نے شب وصل اذاں پچھلی رات
ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا

لیجئے سنئے اب افسانہ فرقت سب مجھسے
آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا

آپکی بزم میں سب کچھ ہے مگر داغ نہیں
ہمکو وہ خانہ خراب آج بہت یاد آیا

کیا چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
عرصۂ حشر تو بازار ہے رسوائی کا

داں شب وعدہ ملی پاؤں میں مہندی اونسے
یاں کلیجا کوئی ملتا ہے تمنائی کا

ہو گیا بد تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ
بینے منہ چوم لیا اس کے تماشائی کا

بنگیا داغ جگر مہر قیامت اے داغ
پر ابھی رنگ وہی ہے شب تنہائی کا

ذرا وصل پر ہو اشارا تمہارا
ابھی فیصلہ ہے ہمارا تمہارا

بتو دین و دنیا میں کافی ہے مجکو
خدا کا بھروسہ سہارا تمہارا

اُن آنکھوں کی آنکھوں سے لوں میں بلائیں
میسر ہے جن کو نظارا تمہارا

محبت کے دعوی ملے خاک میں سب
وہ کہتے ہیں کیا ہے اجارا تمہارا

رکاوٹ نہوتی تو دل ایک ہوتا
تمہارا ہمارا ہمارا تمہارا

بُرائی جو کی تمنے غیروں کی ہم سے
ہوا حال سب آشکارا تمہارا

نکلکر مرے گھر سے یہ جان لو تم
نہوگا کسی گھر گذارا تمہارا

سنا ہے کسی اور کو چاہتا ہے
وہ دشمن ہمارا وہ پیارا تمہارا

کرینگے سفارش ہم اے داغ اون سے
اگر نوکر آیا دوبارا تمہارا

دوست دشمن کو ترے ناز نے اکثر مارا
ایک ہی وار میں دونوں کو برابر مارا

یہ ستم طرفہ ستم ہے کہ تڑپتا ہی رکھا
جان سے تونے کسی کو نہ ستمگر مارا

سخت جانی سے یقیں تھا نہ مرے مرنیکا
موت سے پوچھتے ہیں وہ اسے کیونکر مارا

مدعی کوئی بھی میدان سخن میں نہ رہا
تونے کیا معرکہ اے داغ سخنور مارا

روز جاتا ہوں نئے روپ سے اوسکے در پر
روز رکھتا ہوں نیا نام بدل کر اپنا

ہم کسی کام میں تقدیر کے قائل ہی نہ تھے
کچھ نہ بن آئی تو کہتے ہیں مقدر اپنا

داغ اوسکا الم اوسکا غم ہجران اوسکا
سینہ اپنا جگر اپنا دل مضطر اپنا

وہ زمانہ بھی تمھیں یاد ہے تم کہتے تھے
دوست دنیا میں نہیں داغ سے بہتر اپنا

کچھ سعی سے اقبال میسر نہیں ہوتا
ہر آئینہ گر داغ سکندر نہیں ہوتا

دنیا میں مزا عشق سے بہتر نہیں ہوتا — یہ ذائقہ وہ ہے کہ میسر نہیں ہوتا

کیا کوئی زمانے میں ستمگر نہیں ہوتا — ہوتا ہے مگر تیرے برابر نہیں ہوتا

بیداد تری دیکھکے یہ حال ہوا ہے — عاشق کوئی دنیا میں کسی پر نہیں ہوتا

تم کہتے ہو معشوق اطاعت نہیں کرتے — عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہیں ہوتا

ہم جانتے ہیں آئے ہیں ماتم کو فرشتے — جس بزم میں شغل مے و ساغر نہیں ہوتا

اے داغ ندے جان محبت میں کہ ناداں
پھر زندہ جہاں میں کوئی مر کر نہیں ہوتا

ہم بوسہ لیکے اونسے عجب چال کر گئے — یوں بخشوا لیا کہ یہ پہلا قصور تھا

کیوں تونے چشم لطف سے دیکھا غضب کیا — قربان اوس نگاہ کے جسمیں غرور تھا

دیکھا سلف سے آج تک انداز عشق کا — تقصیر وار تھا وہی جو بے قصور تھا

احمد کے غم میں دیدہ و دل کیوں نہوں تباہ — دل کا سرور تھا مری آنکھوں کا نور تھا

اے داغ صدمۂ غم ہجراں بجا درست
یہ سب سہی مگر تمہیں جینا ضرور تھا

اس جفا پر یہ وفا ہے کہ تمھارا شکوہ — دل میں رہنے نہ دیا منھ سے نکلنے نہ دیا

شوق نے راہ محبت میں ابھارا لیکن — ضعف نے ایک بھی گرتے کو سنبھلنے نہ دیا

کسی صورت نہ بچا عشق کی رسوائی سے — کر چکے نام بھی غیرت نے بدلنے نہ دیا

چھین لیتا اوسے میں حشر کے دن ضد کرکے — کیا کروں مجکو فرشتوں نے مچلنے نہ دیا

بزم اغیار میں اوس شوخ نے عیاری سے
کیا ہی اعجاز کیا داغ کو جلنے نہ دیا

کھینچا غم فرقت کا دل تونے عذاب ایسا — ہم تجکو سمجھتے تھے اے خانہ خراب ایسا

نیند آتی نظر آتی تا حشر نہیں ہمکو — دیکھا ہے پریشاں سا کچھ رات کو خواب ایسا

جو عرض تمنا پر ظالم نے کہا سب مجھسے / ابتک نہ ملا ہوگا سائل کو جواب ایسا

تن تنکے جو چلتا ہے وہ شوخ کماں ابرو / ایک ایک سے کہتا ہے ہوتا ہے شباب ایسا

پوچھا تھا محبت میں ہوتا ہے قلق کیسا / قسمت نے کہا دیکھ اے خانہ خراب ایسا

قسمت نے مری پایا جو رنج محبت میں / دوزخ کے بھی حصے میں آیا نہ عذاب ایسا

مرنے بھی نہیں دیتے جلنے بھی نہیں دیتے / احسان ترحم وہ انداز عتاب ایسا

ہیں شوق میں بیخود ہوں وہ غیر سے کہتے ہیں / کر دیتی ہے انسانکو بدمست شراب ایسا

جب خواب میں آتے ہو منہ مجھسے چھپاتے ہو / مشتاق سے شرم ایسی عاشق سے حجاب ایسا

اے حضرت داغ اوسکو غیروں نے عرض کیا ہے
وہ اور یہ رسوائی سمجھیں نہ جناب ایسا

شوق ہے اوس کو خود نمائی کا / اب خدا حافظ اس خدائی کا

کسی بندہ کو درد عشق نہ دے / واسطہ اپنی کبریائی کا

پھنس گیا دل بری جگہ افسوس / کوئی پہلو نہیں رہائی کا

آج وہ امتحان کرتے ہیں / وقت ہے قسمت آزمائی کا

بتکدے کی جو سیر کی ہمنے / کارخانہ ہے اک خدائی کا

صلح کے بعد وہ مزا نہ رہا
اور ساماں تھا لڑائی کا

ہمیں زمانے میں بدنام تیری خو نے کیا / دل فریفتہ جو کچھ کیا سو تو نے کیا

ستم کیا تو مرے دل کی آرزو نے کیا / مجال ہے یہ کہوں تجھسے جور تو نے کیا

حنا کو رنگ نے مشہور گل کو بو نے کیا / جہاں میں شہرہ تمہارا رخ نکو نے کیا

وہ عرض وصل سے رکتے ہیں ہاتھ کانو پر / اللہ یہ خوب مری طرز گفتگو نے کیا

گیا رقیب کے گھر بارہا شب وعدہ / بہت ذلیل مجھے تیری جستجو نے کیا

اوٹھیگی گردن قاتل نہ بار خوں سے کبھی
ستم شعار کو نازک مرے لہو نے کیا

وہ آج ناز سے لائے ہیں خنجر فولاد
اوسے بھی موم مری سختی گلو نے کیا

اوسی کو گردش دوراں سمجھ گئے میکش
جو دور شیشۂ و پیمانہ و سبو نے کیا

فرشتے بنکے نہ اوڑ جائے عرش پر زاہد
اُسے جو خاک سے پاک اسقدر وضو نے کیا

ہمارے دوست کی ہمپر یہ مہربانی ہے
ہمارے واسطے جو کچھ ہر اک عدو نے کیا

بھلا میں اونسے تو وہ اور داغ مجھسے رہے
خفا تو اونکو مری شرح آرزو نے کیا

آشنا تو ہے اپنے مطلب کا
فیصلہ ہو چکا ہے کب کا

روز محشر ہے یہ دلیل اون کی
کہتے ہیں مجھسے وعدہ تھا سب کا

داغ مے کو نہ دیکھ اے زاہد
دل تو ہے پاک رند مشرب کا

کافر عشق کیوں مسلمان ہو
سبکو ہے پاس اپنے مذہب کا

پہلے انکار اور پھر دشنام
یہ نتیجہ ہے عرض مطلب کا

شکر ہے داغ کامیاب ہوا
حق تعالیٰ بھلا کرے سب کا

وہ رسوائی سے ڈر جائے تو اچھا
لڑائی کام کر جائے تو اچھا

کہا ظالم نے میرا حال سنکر
وہ اس جینے سے مرجائے تو اچھا

خدا جانے کہے کیا جاکے قاصد
دل اوس سے بیشتر جائے تو اچھا

غضب ہے انتظار وعدۂ حشر
یہیں کہکر مکر جائے تو اچھا

وہ تکلیف عبادت کیوں کریں داغ
مری اون کو خبر جائے تو اچھا

بزم اغیار میں تعریف مری ہوتی ہے
آج یہ طرفہ تماشا سر محفل دیکھا

کیا اب سمجھتے نہیں ظاہر کی ملاقات کو ہم — دل تمھارا نہ ملا ہمسے گلے مل دیکھا
گالیاں دیتے ہو پھر کہتے ہو یہ بھی مجھسے — ہمنے تجکو اسی لایق اسی قابل دیکھا
مست تھی آنکھ تری دل تھا ہمارا بیخود — ہمنے دونوں کو دم معرکہ غافل دیکھا

اوس نے جب حکم دیا تھا تجھے مرجانا تھا
داغ تو دے نہ سکا جان ترا دل دیکھا

کوئی آگے نکل نہیں سکتا — بت تجھسے فتنہ بھی چل نہیں سکتا
زور قسمت سے چل نہیں سکتا — دل سنبھالے سنبھل نہیں سکتا
آسماں دوست ہو گیا تیرا — اب زمانہ بدل نہیں سکتا
تم تو سو بار مان جاؤ گے — دل ہمارا بہل نہیں سکتا

نام کو داغ ہوں مگر ظالم
تو جلائے تو جل نہیں سکتا

چرا کے دل کوئی چلتا ہوا ہے اے ہمدم — سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا
شکار تیر نظر دل ہوا جگر ہوا — یہ بچ رہا ہے ذرا اسکی بھی خبر لینا
قناعت آپکو ہوتی نہیں کسی شے پر — یہ کیا کہ دل کبھی لینا کبھی جگر لینا
ہمیں تو شوق ہے بے پردہ تمکو دیکھینگے — تمھیں ہے شرم تو آنکھوں پہ ہاتھ دھر لینا

غرض تمھیں جو سنو اون سے غیر کا شکوہ
یہ قصہ مول نہ اے داغ اپنے سر لینا

عیش بھی اندوہ فزا ہو گیا — ہائے طبیعت تجھے کیا ہو گیا
یوں نہ تھی کوئی نکو نیکی بات — خوف خوشامد بھی گلا ہو گیا
یاد ہے کہنا وہ کسی وقت کا — ہوش میں آؤ تمھیں کیا ہو گیا
اے دل بیتاب خدا کی قسم — عشق میں جی تجھسے برا ہو گیا

دم مرے سینے میں جو رکتا ہے آج — کون خدا جانے خفا ہو گیا
حال مرا دیکھ کے سکتے ہیں وہ — کوئی حسیں اس سے جدا ہو گیا

داغ قیامت میں یہ مژدہ سنئے
جا تجھے فردوس عطا ہو گیا

عشق میں دل نے بہت کام نکالا اپنا — پیچ پھر ملتا ہے کہاں چاہنے والا اپنا
اپنی نظروں میں تو پھرتا ہے وہ قد بوٹا سا — سرو گلچیں کو دکھائے قد بالا اپنا
دیکھکر اوسکو تعجب سے جناب ناصح — مجھسے فرماتے ہیں کیوں دل نہ سنبھالا اپنا

ہیں برے حال کے سب دیکھنے والے اے داغ
کوئی دنیا میں نہیں پوچھنے والا اپنا

یہ قول کسی کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا — وہ کچھ نہیں کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
اونکا بھی سننا ہے کہ وہ کچھ نہیں سنتے — میرا بھی کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
دیکھو تو ذرا چشم سخنگو کے اشارے — پھر تمکو یہ دعوی ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
خط میں مجھے اول تو سنائی ہیں ہزاروں — آخر بھی لکھا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
تمکو بھی شایاں ہے کہ تم دیتے ہو دشنام — مجکو بھی زیبا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
مشتاق بہت ہیں مرے کہنے کے پر اے داغ — یہ وقت ہی ایسا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

دیگر

کشتۂ ناز کو کیوں زندہ کریں گے مسیح — تمہیں ٹھکرا دو کہ ہے کہ ہمیں کرامات ہی کیا
عالم وجد میں بیخود نہیں ہوتے صوفی — نشہ میں جو رہیں رندان خرابات ہی کیا

مئے انگور فرشتوں کی بھی قسمت میں نہیں
اس سے محروم ہیں اک قبلۂ حاجات ہی کیا

دیکھکر تیری ادا جی سے گزر جائے گا — مرنیوالا تو قیامت میں بھی مرجائیگا
عاقبت پاک ہے میخوار کی سن اے زاہد — میں بھی ہمراہ اوسی کے ہوں جدھر جائیگا

ابتدا سے داغ مرے غم سے وہ خوش ہیں پھر گیا
آخر اکدن یہ زمانہ بھی گذر جائیگا

میں ہر طرح سے مورد الزام ہو گیا
تعبیر کی کسی نے مرا نام ہو گیا

شیشہ مرا سبو ہوئے عشق کے لیے
آنکھیں پیالہ بن گئیں دل جام ہو گیا

بس شرح اسکی حضرت ناصح نہ کیجئے
معلوم ہمکو عشق کا انجام ہو گیا

قاصد کے ہاتھ چوم لیے دینے لیکے خط
یہ اک طرح کا بوسہ پیغام ہو گیا

جو ابتداے عشق میں تھے کام نادرست
انجام سب کا سر انجام ہو گیا

ہمسے تغافل اور ہی غیروں سے تاک جھانک
تیرا دیدۂ نرگس مستانہ کھل گیا

رکھا تھا ہمنے پردہ کہ اسپر کھلے نہ حال
سب راز دل سناتے ہی افسانہ کھل گیا

جو ہیں ہے پیرہن جو تمھارے شہید کا
اوسپر یہ شرح خلعت شاہانہ کھل گیا

پوچھا مزاج اونسے تو وحشت کی اٹھنے لی
آخر کو پردہ دل دیوانہ کھل گیا

اے داغ وقت مرگ ہوا امتحاں ہمیں
اسوقت میں یگانہ و بیگانہ کھل گیا

جو یوں ہو وصل تو سمجھا سب پیچ و سخن اپنا
زباں اپنی دہن انکا زباں انکی دہن اپنا

نہ مرتا ہوں نہ جیتا ہوں اثر دونوں دکھاتے ہیں
لب معجز نما اپنا نگاہ سحر فن اپنا

یہ سینہ یہ جگر یہ دل یہ سر یہ حلق حاضر ہے
نکالے حوصلہ ناوک فگن شمشیر زن اپنا

روز قیامت وہ دم بازپرس
چشم غضب سے مجھے دیکھا کیا

قتل جہاں اسکے لئے کھیل تھا
کون کہے آپ نے یہ کیا کیا

میں ستم غیر کا شکوہ کروں
اور وہ سنکر کہیں اچھا کیا

داغ نے دیکھے ہیں ہزاروں حسیں
آپ نے کس شخص سے دعویٰ کیا

چمکے گا مرا داغ جگر صورت خورشید — کیا روز قیامت شب ہجراں نہیں ہوگا
ہوتا ہے جدائی میں ضرر جان کا ناحق — ہے یہ تو یقیں تو ترے نقصاں میں نہوگا

اپنے بھی تو بیگانے نظر آئینگے اے داغ
اپنا تو کوئی حشر کے میدان میں نہوگا

تمکو کیا ہر کسی سے ملنا تھا — دل ملا کر مجھی سے ملنا تھا
عید کے دن خفا خفا ہی رہے — آج کے دن خوشی سے ملنا تھا

آپ کا مجھسے جی نہیں ملتا
اس محبت پہ جی سے ملنا تھا

یہ شکوۂ فرقت پہ کہا پیار سے اونے — مجھکو بھی بہت رنج ترے سر کی قسم تھا
مجنوں کے طرفدار بنے ہیں کئی دن سے — فرماتے ہیں وہ آپ سے کس بات میں کم تھا

دل خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا داغ
ہر آن کی تکلیف تھی ہر وقت کا غم تھا

ادھر آئینہ ہے ادھر دل ہے — جسکو چاہا اٹھا کے دیکھ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

کرے انصاف دنیا میں اگر آفت کے ماروں کا
بنے خود آسماں پھاہا تمہارے دل فگاروں کا
ستم وہ چشم کا نشتر سے ترے چلنا اشاروں کا
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقراروں کا

تمہیں چاہا اگر چاہا خطا الفت پرستوں کی
تمہیں دیکھا اگر دیکھا گنہ امیدواروں کا

بتوں سے عفو جرم عشق بھی چاہیں تو کہتے ہیں
خدا تو ہم نہیں بخشیں گنہ تقصیرواروں کا

قسم ہے تجھکو زاہد کیا کرے اگر آنکھ سے دیکھے
چھلکنا ساغرے کا چھکنا بادہ خواروں کا

سنو افسانۂ فرہاد دیکھو قصہ مجنوں کے
غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم حسرت ماروں کا

کبھی بیٹھے کبھی اٹھے کبھی لوٹے کبھی تڑپے
تماشا دید کے قابل ہے تیرے بیقراروں کا

نہ فرصت ہے نہ راحت ہے غزل اے داغ کیونکر ہو
مگر کیا کیجئے مجبور جو ارشاد یاروں کا

ہائے مہماں کہاں یہ غم جاناں ہوگا
خانۂ دل تو کوئی روز میں ویراں ہوگا

کوستا ہوں جو نصیبوں کو تو کہتا ہے وہ شوخ
پھر محبت نہ کریگا اگر انساں ہوگا

زندگی عشق میں مشکل ہے تو مرجائینگے
اب سے وہ کام کرینگے کہ جو آساں ہوگا

اب کہاں لخت جگر سینے میں اے دیدۂ تر
اور ہوگا تو سر گوشۂ داماں ہوگا

آپ کے سر کی قسم داغ کو پروا بھی نہیں
آپ کے ملنے کا ہوگا جسے ارماں ہوگا

ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا
کنکھیوں سے اوسکو مگر دیکھ لینا

فقط نبض سے حال ظاہر نہ ہوگا
مرا دل بھی اے چارہ گر دیکھ لینا

نہ دینا خط شوق گھبرا کے پہلے
محل موقع اے نامہ بر دیکھ لینا

تغافل میں شوخی نرالی ادا تھی
غضب تھا وہ منھ پھیر کر دیکھ لینا

ہمیں جان دینگے ہمیں مرمٹیں گے
ہمیں تم کسی وقت پر دیکھ لینا

دیئے جاتے ہیں آج کچھ سکھلے تم کو
اسے وقت فرصت مگر دیکھ لینا

اوسکی طرف سے دل نہ پھریگا کہ ناصحو
اب ہوگیا یہ جسکا طرفدار ہوگیا

کس کسکی چاہ کیجئے کس کس کی آرزو
اک دل ہزار غم میں گرفتار ہوگیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھسے خفا ہوے
اتنی سی بات کہکے گنہگار ہوگیا

اے داغ کیا بتائیں محبت میں کیا ہوا
بیٹھے بٹھائے جان کو آزار ہوگیا

نالہ ہر اک بشر کے جگر سے نکل گیا
جی ہی نکل گیا وہ جدھر سے نکل گیا

اللہ رے اوس کا حسن ترقی بلا کی ہے
ہر موے زلف موے کمر سے نکل گیا

جس دل پہ وہ نگاہ پڑی دلکے پار تھی
یہ نیزہ ہزار سپر سے نکل گیا

اللہ رے جوش گریہ کہ اس جد تو ضبط پر
دریا ہمارے دیدۂ تر سے نکل گیا

وہ داغ بیوفا تو نہ ہو آج دھوم ہے
کوئی غلام آپ کے گھر سے نکل گیا

وہ جانا پھیر کر چتون کسی کا
ہمارے ہاتھ میں دامن کسی کا

غبار آلودہ ہیں پائے حنائی
مٹا کر آئے ہو مدفن کسی کا

زمانے کے چلن سیکھے ہیں تونے
کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا

کلیجا تھام لوگے جب سنوگے
نہ سنوائے خدا شیون کسی کا

مرے ماتم میں وہ آئیں تو کہنا
کریں غم آپ کے دشمن کسی کا

وہ پہروں دیکھتے ہیں داغ کے داغ

کسی کی سیر ہے گلشن کسی کا

گیا ہے عرش معلیٰ پہ شور نالوں کا
خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا

وہ اپنا دست حنائی کبھی رکھتے ڈرتے ہیں
علاج کون کرے میرے دل کے چھالوں کا

کہیں نہیں تری درگاہ کے سوا یارب
فلک زدوں کا ٹھکانا خراب حالوں کا

وہ پھول والوں کا میلہ وہ سیر یاد ہے داغ
وہ روز جھرنے پہ جمگھٹ پری جمالوں کا

ردیف الباء

ہم مٹ گئے نہ پرسش نام و نشاں ہے اب
اسکی تلاش کر کہ محبت کہاں ہے اب

میں کیا کروں بلا سے جو تو مہرباں ہے اب
وہ دل کہاں ہے اب وہ طبیعت کہاں ہے اب

ہرگز نہ تھا زمانۂ سابق میں یہ فلک
جس آسماں کی دھوم ہے وہ آسماں ہے اب

بیمہر و بیوفا و دل آزار و دل ستاں
جی ڈھونڈھتا ہے جسکو وہ پیدا کہاں ہے اب

تم پارسا سہی مگر اتنا تو سوچ لو
کچھ دیکھ ہی لیا ہے جو دل بدگماں ہے اب

دو نالے مونہیں لاگ ہوئی میرے واسطے
نامہرباں ہے وہ تو فلک مہرباں ہے اب

ظالم کہیں خدا نہ کرے تو سنے اسے
جو کچھ شب فراق میں وردِ زباں ہے اب

اللہ وہ زمانہ تاثیر کیا ہوا
کہنے کیواسطے مرے لب پر فغاں ہے اب

بیٹھے ہیں ہم بھی گوش برآواز کہہ تو دو
آنا ہے جسکو آئے یہاں امتحاں ہے اب

قربان جاؤں درد جگر کے وہ رکھکے ہاتھ
یہ پوچھتے ہیں مجھسے بتا تو کہاں ہے اب

ملنے کے بعد رنج اٹھاتے ہیں اسقدر
شکر وصال بھی مرے لب پر فغاں ہے اب

کیا کیا ملا ہے خاک میں انسان جاندسے
سچ پوچھئے اگر تو زمیں آسماں ہے اب

مدت ہوئی کہ داغ کو سنتے تھے سوئے دیر

کیا جانے وہ خدائی کا مارا کہاں سے اب

نہیں سنتا ستم ایجاد ہماری یارب
تجھسے ہر وقت ہو فریاد ہماری یارب

پھر کوئی مانے نہ مانے ہمیں پروا کیا ہو
مان لے گر دل ناشاد ہماری یارب

ہجر میں زندہ رہا داغ تو وہ کہتے ہیں
ہائے بیکار ہو بیداد ہماری یارب

میرے ہی دم سے مہر و وفا کا نشاں ہوا اب
تجھسا اگر نہیں ہے تو تجھسا کہاں ہے اب

اک اک گھڑی ہو وعدہ کی اک اک برس مجھے
تم دو گھڑی کہو مرے وردِ زباں ہوا اب

کیا مر گیا ہوں دیکھ تو اے چارہ گر مجھے
اونکی زباں سے میری وفا کا بیاں ہوا اب

آخر یہ ہو گیا دہن تنگ کا جواب
گنجائش اپنی آپ کے دلمیں کہاں ہوا اب

باقی ہے آدھی رات مگر اس کا کیا جواب
گھبرا کے وہ یہ کہتے ہیں وقت اذاں ہوا اب

سینے سے میرے دست تسلی اوٹھائیے
یہ بھی دل نحیف کو بار گراں ہے اب

دیکھو ذرا سی شرم نے سب کچھ مٹا دیا
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چتون کہاں ہوا اب

کیا لطف دوستی کہ نہیں لطف دشمنی
دشمن کو بھی تو دیکھئے پورا کہاں ہوا اب

یہ کیا کہا کہ حشر کے دن آزمائینگے
میں خوب جانتا ہوں مرا امتحاں ہوا اب

تمکو یقیں نہیں تو نہو اس کا کیا علاج
کمبخت داغ تمسے بہت بدگماں ہے اب

دلِ ناکام کے ہیں کام خراب
کر لیا عاشقی میں نام خراب

زلف ہے چور چشم یار شریر
حسن کا سب ہے انتظام خراب

وہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں
خوب رو ہو کے یہ کلام خراب

داغ ہے بد چلن تو ہونے دو
سو میں ہوتا ہے اک غلام خراب

ردیف یائے فارسی

مہرباں ہوکے جب ملینگے آپ
جو نہ ملتے تھے سب ملینگے آپ

ہجر کا شکوہ حشر میں کرنا
واں تو ہے یہ غضب ملینگے آپ

ڈرکے ڈرتے کہوں گا راز نہاں
خواب میں مجھسے جب ملینگے آپ

دم رخصت یہ چھیڑ تو دیکھو
مجھسے کہتے ہیں کب ملینگے آپ

کارواں کی تلاش کیا اے دل
آکے منزل پہ سب سے ملینگے آپ

ایک تو وعدہ اور اوسپہ قسم
یہ یقیں ہے کہ اب سے ملینگے آپ

داغ اک آدمی ہے گرما گرم
خوش بہت ہونگے جب ملینگے آپ

کیا سبب شاد ہے بشاش ہے جی آپ سے آپ
چلی آتی ہے مجھے آج ہنسی آپ سے آپ

ابھی آئی بھی نہیں کوچۂ دلبر سے صبا
کھل گئی آج مرے دل کی کلی آپ ہی آپ

سوچتے ہیں کہیں تدبیر سے قسمت والے
کہ نکل جاتے ہیں ارمان دلی آپ ہی آپ

کچھ تو فرمائیے اس بدمزگی کا باعث
آپ ہی آپ ہی رنجش خفگی آپ ہی آپ

کبھی کثرت سے غرض ہے کبھی وحدت منظور
کبھی وہ انجمن آرا ہے کبھی آپ ہی آپ

دل لگی آگ ہے اے داغ خبر لو جلدی
جو لگائے سے لگی کب وہ بجھی آپ ہی آپ

+

کم نہیں ساماں میں ہنگامۂ محشر سے آپ
دیجئے دل کہ دعائیں لیجئے اس گھر سے آپ

اپنے سینے سے دبا دیجئے ذرا سینہ مرا
چور کیجئے شیشۂ دل کو اسی پتھر سے آپ

وصل میں کیسی حیا میں تو نہ مانونگا کبھی
سہم کر چپ ہو رہے بے شبہ میرے ڈر سے آپ

حضرت زاہد مہر اک نشہ کو عادت شرط ہے
مر نہ جائینگے شراب چشمۂ کوثر سے آپ

ابتدا سے انتہا تک عشق میں ہیں خوفناک
امتحاں سے غیر شام غم سے ہم محشر سے آپ

شرم سے گو اب کسی جانب پلک اوٹھتی نہیں
چٹکیاں لیں گے کلیجے میں اسی نشتر سے آپ

حضرت زاہد نکل آیا فلک پر آفتاب
پیر و مرشد اب تو اوٹھئے میکدے کے در سے آپ

کیوں جناب داغ یاد اللہ میری یاد ہے
بھیس بدلے رات کو آتے تھے کس کے گھر سے آپ

ردیف تائے فوقانی

بزم دشمن میں نہ کھلنا گل تر کی صورت
جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت

نہ مٹائے سے مٹے فتنہ و شر کی صورت
نظر آتی نہیں اب کوئی گذر کی صورت

اوسکو دیکھے کوئی محفل میں یہ کسکی طاقت
ہر بشر دیکھنے لگتا ہے بشر کی صورت

یاد تشبیہ سے دوہرے وہ ہوے جاتے ہیں
کیوں رگ جاں سے ملائی تھی کمر کی صورت

آئی تھی گھر میں مرے آگ ہولا بنکر
ٹھنڈے ٹھنڈے ہو گئے باد سحر کی صورت

ہاتھ آنکھوں پہ شب وصل عبث رکھتے ہو
میری صورت نہ سہی دیکھو سحر کی صورت

آپ نے کیں ہیں عبث شرم سے نیچی آنکھیں
چبھ گئی یہ بھی ادا دل میں نظر کی صورت

منتظر ہجر میں ہم وصل میں مشتاق ہو تم
نظر آتی نہیں دونوں کو سحر کی صورت

کوئی دم کوئی گھڑی کل نہیں پڑتی دل کو
میں بیاں کس سے کروں آٹھ پہر کی صورت

ہے طرفہ تماشہ سر بازار محبت
سر بیچتے پھرتے ہیں خریدار محبت

اللہ کرے تو بھی ہو بیمار محبت
صدقے میں چھٹیں تیرے گرفتار محبت

ابرو سے چلے تیغ تو مژگاں سے چلے تیر
تعزیر کے بھوکے ہیں خطاوار محبت

اسواسطے دیتے ہیں وہ ہر روز نیا داغ
اک درد کے خوگر نہوں بیمار محبت

ہے گور اُنکی قفس تنگ سے کیا کم
مرکر بھی تو چھوٹے نہ گرفتار محبت

کچھ تذکرۂ عشق رہے حضرت ناصح
کانوں کو مزہ دیتی ہے گفتار محبت

دل پھول نجائے کسی مژگان کی کھٹک کو
کچھ چھیڑ رہے اب خلش خار محبت

جو چارہ گر آیا مرے بالیں پہ یہ بولا
اللہ کو سونپا تجھے بیمار محبت

ثابت قدم ایسے رہ الفت میں نہونگے
تھا ہمکو تہ تیغ بھی اقرار محبت

دیکھا ہے زمانیکو ان آنکھوں نے تو اے داغ
اس رنگ پہ اس ڈھنگ پہ انکار محبت

شب وصل واں شرم سے رخنۂ زلف
یہاں یہ یقیں اب نجائے گی رات

نہ نکلے گا دل کوچۂ زلف سے
مسافر کو رستہ بھلائے گی رات

شب ہجر چمکائے گی داغ دل
فلک تجھکو تارے دکھائے گی رات

گریزاں ہے کیوں اسقدر روز وصل
ٹھہر تجھکو کچھ کھا نجائے گی رات

شب وصل کی داغ یہ آرزو
خدا اے نہ تجھکو ملائے گی رات

شعلہ رو سیکڑوں نظر آئے
ہیں زمیں پر بھی آفتاب بہت

شام ہونے تو دو سے چلے جانا
ہے ابھی تیز آفتاب بہت

کچھ جھجھکر وہ ہو رہے خاموش
تھے مری بات کے جواب بہت

دیکھئے کب عدم کو جانا ہو
کر چکے داغ یا تراب بہت

عالم یاس میں گھبرائے نہ انساں بہت
دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارماں بہت

قتل ہونے ندیا شکر جفانے مجھکو
کام آتے ہیں برے وقت میں احسان بہت

سر اٹھاتا نہیں تو شرم جفا سے ظالم — یاں گئے ہیں کسی کمبخت نے احسان بہت
تم کہ بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا — ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت
دل سے کس طرح بھلاؤں تجھے اے پردہ نشیں — بیخودی میں بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت
رنگ لائیگا ترا دست حنائی کافر — ایکدن لائینگے اس ہاتھ پہ ایمان بہت

بزم احباب میں اے داغ کبھی تو ہنس بول
دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان بہت

وہ عدو کے ساتھ آتے ہیں عیادت کو مری — اک نظر ہے سوئے دشمن اک نظر ہے سوئے دوست
اے صبا تو ہی اٹھائے چل ذرا وقت خرام — قد آدم سے زیادہ بڑھ گئے گیسوئے دوست
بانکپن کرتے ہیں مشتاقوں سے کیا کیا خوبرو — دیکھتے ہی میری صورت بنگئی ابروئے دوست
نہیں سنتے وہ اب ہماری بات — سچ ہے بن آئے کی ہے ساری بات
خیر سے اونسے ہی نہ پوچھا حال — کرنے دیتی نہ بیقراری بات

لوٹ لیتی ہے داغ کے دل کو
تیری ہر ایک پیاری پیاری بات

ردیف تائے ہندی

کہاں تم نے یہ سینے پہ اپنے کھائی چوٹ — ادھر او بھر کے جو کرتی ہے خود نمائی چوٹ
سلام میں نے کیا رکھکے ہاتھ سینے پر — وہ جانتے ہیں مجھے دیکھکر چھپائی چوٹ
نگاہ آہ میں کس کس طرح چلیں چوٹیں — یہ حال تھا ادھر آئی ادھر لگائی چوٹ

یہ بعد مرگ رہا درد کا اثر اے داغ
کہ استخواں مرے کھاکر ہما نے کھائی چوٹ

نہ ہوا ایک نگہ سے جو مرا کام تمام — [illegible]کے پھر دیکھ لیا اسنے دوبارہ چھپ کے

جب پریشانی عاشق کی مصیبت سن لی نہ ہوا ایک نگہ سے جو مرا کام تمام	اُسنے بکھری ہوئی زلفونکو سنوارا جھٹ پٹ پھیر کے پھر دیکھ لیا اُسنے دوبارہ جھٹ پٹ

پھر نہ کہنے لگا کہ ہم نے کیا داغ کا حال
لیجئے اوسکی خبر آپ خدارا جھٹ پٹ

ردیف ثائے مثلثہ

اب سے ہماری توبہ ہے کی جو وفا تو کیا عبث
عجز و نیاز عشق ہیچ خواہش و التجا عبث
مجکو سنا کے جب کہا ہم سے کوئی وفا کرے
کہنے کو تھا بجا درست منھ سے نکلگیا عبث
عشق میں ترے فتنہ گر رنج اٹھائے اِس قدر
داغ کی جان و مال کو روتے ہیں آشنا عبث

ایضاً

پڑے ہے بل جبیں پہ کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ہوا کیوں تیز خنجر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
خفا رہتے ہو اکثر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ستم ہوتے ہیں مجھپر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
کہا گر ہمنے مر جائیں تو کیوں تم نے بُرا مانا
پھرا کرتے ہو ان پھر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
اشاروں میں ہوئیں کیں مجھسے اُن سے آج دو باتیں
یہی چرچا ہے گھر گھر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

تمہیں جانو تمہیں سمجھو وہ اتنا کیوں پریشاں ہے
بتاؤ داغ مضطر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

ردیف جیم تازی

روکا ہی کیا رشک بٹھاتا ہی رہا ضعف
بیتابی دل لے ہی گئی غیر کے گھر آج

اندیشۂ فردا نہ ہے حضرت زاہد
میخانے میں پی لیجئے تھوڑی سی اگر آج

ہر نقش قدم میں ہے اثر خون جگر کا
تلووں نے ترے کتنے لئے دیدۂ تر آج

بسمل ہی کیا اوسکو جسے خواب میں دیکھا
سوتے میں بھی لڑتی رہی قاتل کی نظر آج

وعدے پہ مرے انکے قیامت کی ہی تکرار
اور بات ہو اتنی کہ ادھر کل ہی ادھر آج

یاں قصد عدم کا ہی وہاں قتل کا ساماں
دیکھیں تو سہی پہلے بندھے کسکی کمر آج

یہ شوق یہ ارماں یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مرے قابو میں تم آجاؤ اگر آج

معلوم نہیں کل مری تقدیر میں کیا ہے
ہے نالۂ دل عالم بالا کی خبر آج

وہ میں کہ میسر تھا مجھے ساغر جمشید
پیتا ہوں تو کرتا ہوں کی خون جگر آج

وہ میں کہ مرا قصر ہر اک رشک ارم تھا
بستر ہے گدایانہ سر راہ گذر آج

وہ میں کہ مری عرش پہ تھی منزل عالی
کرتی ہی زمیں بھی مرے قدموں سے حذر آج

وہ میں کہ مجھے عالم بالا کی خبر تھی
اے بیخبری خاک نہیں اپنی خبر آج

وہ میں کہ مجھے سیر گلستاں سے غرض تھی
ہے خون جگر اور مرا دیدۂ تر آج

ساماں تھا دنیا کا مرے واسطے موجود
دنیا سے گذرنے کو نہیں زاد سفر آج

تھی کل سے تلاش اونکی مرے قتل پہ اے داغ
نکلے وہ غرض اور سے غیر کے گھر آج

میرا جدا مزاج ہے اونکا جدا مزاج
پھر کس طرح سے ایک ہو اچھا برا مزاج

دیکھا نہ اس طرح کسی معشوق کا غرور
اللہ کیا دماغ ہے اللہ کیا مزاج

نااتفاقیاں تھیں پیام و سلام تک
جب مل گئی نظر سے نظر مل گیا مزاج

کل انکا سامنا جو ہوا خیر ہو گئی
بدلی ہوئی نگاہ تھی بدلا ہوا مزاج

انکو بغیر چھیڑ کیے چین ہی نہیں
کتنی شریر طبع ہے کیا چلبلا مزاج

سچ ہے خدا کی دین میں کیا دخل ہو سکے
اک داغ کا مزاج ہے اک آپ کا مزاج

جائے آسودگی کہاں ہے آج
جو زمیں کل تھی آسماں ہے آج

تم وہاں تھے تو دل وہاں تھا کل
تم یہاں ہو تو دل یہاں ہے آج

اس ہدف پر لگائیں گے وہ تیر
دل نشیں داغ کا نشان ہے آج

ردیف جیم فارسی

غربت کے رنج فاقہ کشی کے ملال کھینچ
اے داغ ہر زمانے سے دست سوال کھینچ

نازک بہت ہے رشتۂ الفت نہ ٹوٹ جائے
اتنا نہ اپنے آپکو اے مہ جمال کھینچ

قامت دکھا کے آج صنوبر کو کر قلم
سولی پہ سرو باغ کو اے نونہال کھینچ

وہ ٹھنڈے ٹھنڈے چین سے گھر کو چلے گئے
لے اور آہ سرد دل پر ملال کھینچ

اے داغ جذب عشق کی دیکھینگے اب کشش
کی اوس کشیدہ رو نے تو ہمسے کمال کھینچ

یوں مصور یار کی تصویر کھینچ
کچھ ادا کچھ ناز کچھ تقریر کھینچ

کیوں کھٹکتا ہے عبث اے خار عشق
یا نکل یا دامن تاثیر کھینچ

ہو چکا سفاک عذر نازکی
تو کماں کیطرح دلسے تیر کھینچ

دامن یوسف اگر کھینچا تو کیا
اے زلیخا دامن تاثیر کھینچ

داغ کو تو نیم بسمل چھوڑ دے
دل سے اے سفاک آدھا تیر کھینچ

یہ جانتے ہیں جان تو جائیگی ایکدن
ناصح کے ڈر سے غیر مناتے ہیں جھوٹ سچ

وعدہ وفا کریں نکریں آئیں یا نہ آئیں
گھبرا کے کچھ وہ بول تو جاتے ہیں جھوٹ سچ

انصاف یہ کہ اونکے سوالوں کا کیا جواب
باتیں اگرچہ ہم بھی بناتے ہیں جھوٹ سچ

ردیف حائے حطی

پکارتی ہے خموشی مری فغاں کی طرح
نگاہیں کہتی ہیں سب راز دل زباں کی طرح

بگڑ گئی ہے یہاں بیطرح جہاں کیطرح
کہاں کی وضع کہاں کی ادا کہاں کی طرح

چھڑا دے قید سے اے قید ہم اسیروں کو
لگا دے آگ قفس کو بھی آشیاں کی طرح

کبھی تو صلح بھی ہو جائے زہد و مستی میں
الٰہی شیخ بھی میخوار ہو مغاں کی طرح

جلا کے داغ محبت نے دلکو خاک کیا
بہار آئی مرے باغ میں خزاں کی طرح

حیا نے روک لیا جذب دل نے کھینچ لیا
چلے وہ تیر کیصورت کھنچے کماں کی طرح

تلاش یار میں چھوڑی نہ سرزمیں کوئی
ہمارے پاؤں میں چکر ہے آسماں کی طرح

جھکی ہی جاتی ہے کچھ خود بخود حیا سے وہ آنکھ
گری ہی پڑتی ہے بیمار ناتواں کی طرح

یہ سد راہ ہوا کس کا پاس رسوائی
رکے ہوئے ہیں مرے اشک کاروان کیطرح

ادائے مطلب دل مجھسے سیکھ جائے کوئی
انہیں سنا ہی دیا حال داستاں کی طرح

یہ دل ہے آپ کا گھر رہئے شوق سے لیکن
شکیب و راحت و صبر و قرار جاں کی طرح

قیامت آئی شب وصل میرے گھر کے پاس — رقیب نے اوسے آواز دی اذاں کی طرح
مجھے یہ حکم ہے زنہار تم نکرنا عشق — نصیحتیں بھی وہ کرتے ہیں امتحاں کیطرح
ہم اپنے ضعف کے صدقے بٹھادیا ایسا — ہے نہ در سے ترے سنگ آستاں کیطرح

کچھ اوسنے کہنے کو بیٹھے تھے ہم خلوت میں
رقیب آ ہی گیا مرگ ناگہاں کی طرح

میں پوچھتا ہوں آپ سے الفت کے باب میں — دیجئے خدا کیواسطے اچھی کوئی صلاح
دل کو صلاح کار بنا کر ہوئے خراب — دشمن وہی ہے دیجو بری بات کی صلاح
کہتے ہیں جب وہ مجھسے بتجھے ہم کرینگے قتل — کہتا ہوں ہاتھ باندھکے جو آپ کی صلاح

رنج فراق یار میں مر جاؤں یا جنوں
میں تجھسے پوچھتا ہوں یہ اے بیکسی صلاح

گذری ہی باتوں باتو نمیں آدھی شب وصال — میرے حضور شام ہی اونکے حضور صبح
میں نے شب فراق یہ کہکر گذار دی — وہ آئی ہے وہ آئی دل ناصبور صبح

بے صبریوں سے داغ شب غم میں فائدہ
کمبخت تیرے نالوں سے ہو گی ضرور صبح

دل نہ رہا سینے میں دم کی طرح — ٹوٹ گیا تیری قسم کی طرح
تم مرے دلمیں رہو دم کی طرح — دم نہ سہی حسرت و غم کی طرح
عہد کسی طرح گوارا نہ تھا — اوسنے قسم کھائی ہے سم کی طرح
جب یہ کیا مرتے ہیں کہتے ہیں وہ — مر نہ گئے اہل عدم کی طرح

غیر کے آگے وہ مرے حال پہ
لطف بھی کرتے ہیں ستم کی طرح

ردیف خائے معجمہ

ہوئی جیسے زباں یار گستاخ
خوشامد گو ہوے ناچار گستاخ

رہوں چپ تو کہیں چپ لگ گئی ہے
اگر بولوں بنائیں یار گستاخ

کہا کیا کیا درم عرض تمنا
ہوا سو بار چپ سو بار گستاخ

تری رحمت اگر حامی نہ ہوتی
نہوتے کافر و دیندار گستاخ

تہ خنجر رہے پاس ادب داغ
نہو نا مرنے دم زنہار گستاخ

نرگسی چشم ہے بلا کی شوخ
شوخ بھی اور انتہا کی شوخ

ہر نگہہ تیری انتہا کی شریر
ہر ادا تیری انتہا کی شوخ

جو فرشتے سے بھی نہ باز آئے
ہے زباں ایسے بے حیا کی شوخ

ردیف دال مہملہ

بھاگوں علاج درد محبت سے کیوں نہ میں
دینگے طبیب زہر یقیں ہے دوا کے بعد

دیتے ہیں داغ لطف و عنایت سے بیشتر
دل مانگتے ہیں کینہ و جور و جفا کے بعد

بھولے ہم اونکو پہلے ہی ناراض کر دیا
چوکے ہم اپنے کرتے تھے شکوہ دعا کے بعد

آرام کے ملے ہے تمہیں آرزوے مرگ
اے داغ اور جو چین نہ آیا فنا کے بعد

ہے قہر اگر اب بھی نہو راز نہاں بند
لب بند نفس بند دہن بند زباں بند

جس دلکو لگی ہو وہ کرے خاک فغاں بند
کیجئے تری فریاد پہ کس کسکی زباں بند

مقبول نہ ہونگی کسی میکش کی دعائیں
میخانہ کا دروازہ نکرے پیر مغاں بند
کیا جانے گئے چھپکے شب وصل کدھر سے
تا صبح جو دیکھا تو رہا قفل مکاں بند

وہ زیست نہیں موت ہے اے داغ پھر اوسکو
زنداں علائق میں ہو جو کوئی جواں بند

دلمیں ہے غم و رنج و الم حرص ہوا بند
دنیا میں مخمس کا ہمارے نہ کھلا بند
اے محتسب اکرم سے ترے کتنے جفا ہیں
شیشے کا ہے دم بند صراحی کا گلا بند
دم رکتے ہی سینے سے نکل پڑتے ہیں آنسو
بارش کی علامت جو ہوتی ہے ہوا بند
رک جائے جو رد کے سے وہ نالہ نہیں اپنا
محشر میں بھی ہوگا نہ یہ آزاد ذرا بند

کہتے تھے ہم اے داغ وہ کوچہ ہے خطرناک
چھپ چھپ کے مگر آپ کا جانا نہ ہوا بند

ناکام جاوداں کی مجھے آرزو پسند
گم کردہ کاروانکی مجھے جستجو پسند
اے غم معاف کر کہ یہ حصہ ہے عشق کا
مہماں کو نہ آئیگا جھوٹا لہو پسند
خاموش سنتی رہتی ہے پہروں شب فراق
تصویر یار کو ہے مری گفتگو پسند
جی چاہتا ہے روز بد نجائے روزگار
مٹ جائے وہ زمانہ جسے آئے پسند
آنسو گرا جو آنکھ سے تقدیر نے کہا
ملتے ہیں دیکھ خاک میں یوں آبرو پسند
بدنام کر دیا ہے تمہیں عشق غیر نے
اب ہو گیا خطاب تمہارا عدو پسند

پہروں پڑی ہی ہے حضرت داود پر درود
جب آ گیا ہے داغ کوئی خوش گلو پسند

ہوتی ہے جنس مہر و وفا چار سو پسند
آ گئے تری پسند کرے جسکو تو پسند
میری طرح سے جائیگی تجھپر کسی کی جان
میری طرح سے آئیگا عالم کو تو پسند
جنت میں پھول پھول کو میں سونگھتا پھرا
دنیا میں تھی کسی گل عارض کی بو پسند

افسانۂ کلیم و تجلی بہت سنا
وہ آنکھ آنکھ ہے جسے آجائے تو پسند

کیا کیا بری طرح سے ملایا ہے خاک میں
آنکھوں کو بھی نہیں مرے دل کا لہو پسند

دینے لگے اخیر وہ بات تو نہیں گالیاں
جاناکہ اسکو آئی مری گفتگو پسند

رگ رگ سے دم نکال لیا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
دردِ فراق کی ہے مجھے جستجو پسند

سو حسن تو نہیں ایک تو معلوم ہو مجھے
یہ شوق ناپسند ہے یہ آرزو پسند

رغبت ہے ہجر میں اسے آب و طعام سے
آنسو عزیز زہر گوارا لہو پسند

اے داغ ہچکچاتے ہو ذلت سے عشق کی
دنیا میں ہو تمہیں تو بڑے آبرو پسند

نہ کیونکر افضل ہمارا محمدؐ
کہ ہے اپنے پیارے کا پیارا محمدؐ

الٰہی یہ محشر میں ہم کہتے جائیں
کہاں ہے کہاں ہے ہمارا محمدؐ

یہی بات عاشق نے معشوق سے کی
نہیں تیری فرقت گوارا محمدؐ

کہیں گے یہی اس شہِ انبیا سے
وہاں ہونگے جب آشکارا محمدؐ

شفیعِ امم روزِ محشر تمہیں ہو
ہمیں ہے تمہارا سہارا محمدؐ

بلا لو مدینہ میں پھر داغ کو تم
نہیں ہند میں اب گذارا محمدؐ

خدا دے تو دے آرزوئے محمدؐ
کرے چشم و دل جستجوئے محمدؐ

کہاں باغِ جنت کہاں باغِ یثرب
کہاں بوئے گل اور بوئے محمدؐ

الٰہی نہ ہو داغ کا بال بیکا
رگِ جاں بنے تارِ موئے محمدؐ

نہ ہو مہرباں ہو کے نامہرباں
عداوت مری ہے محبت کے بعد

لڑا دینگے وہ حوروں سے فردوس میں
یہ فتنہ اٹھے گا قیامت کے بعد

مجھے منھ لگا کر نہ دیتے اوتار | کہ ذلت نہیں دیتے عزت کے بعد

ترٹپنا نہ دیکھا گیا داغ کا
ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

اے وعدہ فراموش رہے تجکو جفا یاد
یہ بھول بھی کیا بھول ہے یہ یاد بھی کیا یاد
بھولا نہیں میں قطع تعلق میں غم و عیش
اسکا بھی مزا یاد ہے اوسکا بھی مزا یاد
دل دیتے ہیں تو مفت میں کیا یاد کروگے
احسان جو مانوگے تو آئیگی وفا یاد

چھبتا تھا لڑکپن ہی سے کچھ بانکپن اوسکا
ترچھی سی نگہ یاد ہے برچھی سی ادا یاد

محشر میں حسینوں کی طرف تاک لگائی
وہ میں ہی تو ہونگا یہ رہے تمکو پتا یاد
تم بھولتے ہو آج کی بات آج ہی اکثر
مشکل ہے اگر وعدہ فردا نہ رہا یاد

معشوق سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا
کیوں یاد کرے تمکو کرے اوسکی بلا یاد

گو اونکے گھر سے ہو گئے میرے ندیم بند
رکھتا نہیں ہے کام کسی کا کریم بند
ہوگا دم اخیر بھی لب پر مرے الم
ہوگی زبان پڑھکے الف لام میم بند
قاتل کی طرز نیم تبسم اوڑائی ہے
لب نیم وا ہیں زخم جگر کے تو نیم بند
ایسی سنی ہیں ہمنے بہت لن ترانیاں
روکے سے کب ہوئی ہے زبان کلیم بند
چوری سے کوئی رات کو نکلا ہو دیکھئے
دروازہ گھر کا نیم کھلا اور نیم بند
ہم بحر اشک روک کے رکھتے ہیں آنکھ میں
کوئی کرے تو کوزے میں دریا حکیم بند

اے داغ اونسے جور و جفا کا گلا عبث
تیرے گلے سے ہوگی نہ رسم قدیم بند

ردیف ذال معجمہ

لاکھوں لکھے او نہیں اندوہ و محن کا کاغذ
کب وہ پڑھتے ہیں کسی سوختہ تن کا کاغذ

آتش رنگ حنا سے ترے ہاتھوں میں نگار
جل نجائے کہیں اس سوختہ تن کا کاغذ

غور سے ہمنے جو دیکھا تو صفت سے تیری
کوئی خالی نہیں ارباب سخن کا کاغذ

آئی پیری تو کہاں رنگ جوانی کی بہار
کہ بگڑ جاتا ہے تصویر کہن کا کاغذ

ورق دل پہ کھینچی داغ صنم کی تصویر
تھا اسی کام کا یہ اور اسی فن کا کاغذ

ہیں میرے گلے کے ہار تعویذ
اک درد جگر ہزار تعویذ

کھینچی ہیں زمیں پر لکیریں
یوں لکھتے ہیں خاکسار تعویذ

دشمن مرے زہر گھولتے ہیں
اور مونس و غمگسار تعویذ

چاہوں جو پئے مزار تعویذ
ہوں سنگ ستم ہزار تعویذ

قرطاس فلک جو مجکو ملتا
لکھتا پئے حُب یار تعویذ

ان بازوؤں پر فدا ہیں جوشن
صدقے قربان نثار تعویذ

جوڑا جو کھلا تو کھل پڑا دل
ہم سمجھے تھے اے نگار تعویذ

تسخیر پری کے واسطے داغ
لکھتا ہوں میں بار بار تعویذ

ردیف راے مہملہ

تمام عالم میں خاک چھانی یہ عشق آخر کو تنگ ہو کر
جب آدمی کو بنایا تو وہ تو دل پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

وہی تو ہے شعلۂ تجلی کہ دشت ایمن سے تنگ ہو کر
جب اوسنے اپنی نمود چاہی کھلا حسینوں پہ رنگ ہو کر
نہ دیکھو دیکھو تم آئینے کو کہ مجکو رہتا ہے ہول ہر دم
کہیں نہ جمجائے عکس اس کا رخ مصفا پہ رنگ ہو کر
نگاہ دزدیدہ کس نے دیکھی دکھاؤ آنکھیں کرو نظارے
لڑیگی میداں میں نگہ کیا لڑی اگر خانہ جنگ ہو کر
برنگ حسرت مثال ارماں جو آگیا یاں سے پھر نہ نکلا
رہے گا سینے میں تیر تیرا اسیر قید فرنگ ہو کر
کچھ ایسے فتنوں پہ فتنے اوٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اوٹھا
اوٹھی قیامت بھی ساتھ میرے تبو نکے کوچے سے تنگ ہو کر
نہ وہ نظارے نہ وہ اشارے نہ ویسے غمزے نہ ویسی چشمک
غضب ہے پابند شرم ٹھیری نگہ تری شوخ و شنگ ہو کر
وہ قتل کرتے ہوے جو جھجکے تو یاد آغاز عشق آیا
کہ بارہا یونہی رہگئی تھی ہمارے دلمیں امنگ ہو کر
کھلے الٰہی نہ عقدۂ دل کہ اس سے امید بندہ رہی ہے
عجب نہیں آرزوئیں نکلیں جو دلکی تنگی سے تنگ ہو کر
بھرے ہوئے ہیں ہزار ارماں پھر اوسپہ حسرت تو دلکی حسرت
کہاں نکلجاؤں یا الٰہی میں دلکی وسعت سے تنگ ہو کر
جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اس ملاپ کا ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر
رہے گا خنجر پہ تیرے دھبا کہ تونے بیجرم اُسکو مارا

یہ داغ کا خوں ہے چھٹے کا ہرگز نہ رنگ ہو کر

نہ کھو حشر پہ موقوف داستاں میری
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر

اوڑی ہے خاک زمانہ میں جسقدر اب تک
جمی ہے آکے ہمارے دل مکدر پر

وہ چشم مست پھرا و سپر وہ پنجۂ مژگاں
کہ جیسے ہاتھ کسی نازنیں کا ساغر پر

نیاز و ناز دکھاتا ہے نشیب و فراز
زمیں ہے زیر قدم آسماں ہے سر پر

امید وصل ہو گیا ایک وعدۂ دیدار
اسے بھی تو نے توڑ کھا ہی روز محشر پر

نہیں ہے ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
کہ بیخودی میں گرے بھی جو ہم تو ساغر پر

فلک کرے بھی جو سامان عیش کو برباد
تو جام جم یہ کرے آئینہ سکندر پر

اور بچھڑ رہا ہے وہ دیوانہ داغ درباں سے
بپا ہے حشر کا ہنگامہ آپ کے در پر

وہ نازک کہ جامہ سے باہر نکل کر
تھکے اس طرح جس طرح کوئی چلکر

محبت نے کی جب مری دستگیری
مقدر نے رو رو دیا ہاتھ ملکر

ہماری گواہی نہ دے حشر کے دن
ہوئے کچھ ادھر کچھ اودھر لوگ ٹلکر

نہ اوٹھنے دیا دل نے اس انجمن سے
کیا قصد سو بار زانو بدل کر

ہوئے ایک دیر و حرم کے مسافر
کچھ اس راہ چلکر کچھ اس راہ چل کر

نہ پوچھو شب ہجر کیونکر بسر کی
یہ کروٹ بدل کر وہ کروٹ بدل کر

ہوئی بے اثر سرد مہری بتوں کی
یہ ٹھنڈے ہوئے حضرت داغ جل کر

عمر کیونکر نہ بسر کیجئے غافل ہو کر
کہ ملا ہے ہمیں اک قطرۂ مے دل ہو کر

صدقے اوس ابروئے پر خم کے تمنا ہو یہی
حشر تک سوئے اس تیغ کے بسمل ہو کر

لیگئی دل کو چرا کر تری دزدیدہ نظر
تھکئے ہم تو رہ عشق میں غافل ہو کر

قدرداں کوئی نہیں اہل سخن کا اے داغ
کیا کریں آہ کسی کام میں کامل ہو کر

بخارا چھا نکلا سوز دل چشم گریاں پر
کہ ہر آنسو برنگ آبلہ ہے نوک مژگاں پر
نمود صبح تک کیا جانے کیا کیا رنگ بدلے گی
ابھی سے بیکسی چھائی ہے میری شام ہجراں پر
الٰہی خیر ہو بیڈھب جنوں نے ہاتھ دوڑایا
کہ اک آفت ہے دامن پر قیامت ہے گریباں پر
ملے تھے لب ہی اس لب سے کہ مارا تیغ ابرو نے
یہ ناکامی کہ مجکو موت آئی آب حیواں پر
ہجوم یاس و نومیدی و فور حسرت و ارماں
چڑھا ئی لشکر غم کی ہے اک جان پر ارماں پر
نگاہ و غمزہ و ناز و ادا نے دل کو گھیرا ہے
کیا ان کافروں نے جملہ بیچارے مسلماں پر
کہاں ہیں داغ مے اے محتسب کچھ خبر ہے تجکو
ٹپک کر اشک خوں میں رہ گئے ہیں جیب و داماں پر
یہ خون داغ ہے ہرگز نہیں مٹنے کا اے قاتل
کہ اس کا حشر تک دھبا رہے گا تیرے داماں پر

ڈالتے ہو کیوں دوپٹے کا تم آنچل دوش پر پہلے افعی تھیں وہ زلفیں اب ہوئیں سلسلہ مار شاخ گل پر کچھ نظر کیجئے کہ سنبل کیطرف		بار تھے پہلے ہی گیسوئے مسلسل دوش پر آئیں اب زیر کمر رہتی تھیں اول دوش پر دیکھئے اوسکی کمر یا زلف کا بل دوش پر

لیگئے ہین آج تو اے داغ وہ سینے سے دل
سر سلامت آپ پانے کے نہین کل دوش پر

یاں دل میں خیال اور ہے واں مد نظر اور
ہے حال طبیعت کا ادھر اور ادھر اور

ہر وقت ہے چتون تری اے شعبدہ گر اور
اک دم مین مزاج اور ہے اک پل میں نظر اور

ناکارہ و نادان کوئی مجھسا بھی نہ ہوگا
آیا نہ بجز بے ہنری مجھ کو ہنر اور

ہوں پہلے ہی میں عشق میں غرقاب خجالت
کیوں مجکو ڈبوتے ہیں مرے دیدۂ تر اور

ٹھیرا ہے وہاں مشورۂ قتل ہمارا
لو حضرت دل ایک سنو تازہ خبر اور

بھر بھر کے جو دیتے ہیں وہ جام اور کسی کو
بے لیکے مزے پیتے ہیں یاں خون جگر اور

ہم جانتے ہیں خوب تری طرز نگہ کو
ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

اے داغ مئے عشق سے کیا زہر کو نسبت
ہے اس میں اثر اور وہ رکھتا ہے اثر اور

حیف شرمندہ نہیں تو ستم آرا ہوکر
ہمپہ کرتا ہے ستم یار ہمارا ہوکر

یہ تمنا ہے شہید دل کو ترے اے قاتل
کہ یوں میں قتل ہوں ہم زندہ دوبارہ ہوکر

کل کچھ اقرار بھی تھا آج ہے بالکل انکار
مٹ گیا حیف ہے اتنا بھی سہارا ہوکر

خاک کس سوختہ جاں کی ہے ترے کوچے میں
کہ ہر اک ذرہ جو اوڑتا ہے شرارا ہوکر

یہ مزہ عشق کا آغاز سے انجام ہوا
ناگوار دل نازک ہے گوارا ہوکر

چھد گئی سوزن مژگاں سے نقاب اس رخ کی
رہ گیا گر کبھی پردے میں اشارا ہوکر

غیر کے سر میں وہ کرتے ہیں جو کنگھی اپنی
رشک دل چیرتا ہے داغ کا آرا ہوکر

دے خوشی کے عوض اندوہ و الم گن گن کر
لے شب وصل کے بدلے شب غم گن گن کر

یاد آتی ہے اگر اب نگہ لطف تری
بھول جاتا ہوں ترے لاکھ ستم گن گن کر

پیچ تقدیر کے کیا کیا مجھے یاد آتے ہیں
شبکو اوس کاکل پر پیچ کے خم گن گن کر

تھا ہمیں ہجر میں ایک ایک مہینا برسوں
دن گذارے ہیں ترے سر کی قسم گن گن کر

اونگلیوں پر جو ہوا کرتی ہے گنتی ہر روز
یاد کرتے ہیں وہ انداز ستم گن گن کر

چار ہی داغ دیئے تونے فلک لوٹے کو
جو سخی ہیں نہیں دیتے ہیں درم گن گن کر

دس کے دو کہتے ہیں جب لیتے ہیں بوسے اونکے
بھول ہم ڈال دیا کرتے ہیں کم گن گن کر

ہمکو مطلب نہیں دینار و درم سے اے داغ
شاد ہیں داغ جگر عشق میں ہم گن گن کر

جواب وصل نکلا آپ کے منہ سے نہیں بنکر
شکایت بھی یہاں آئی تو لب پر آفریں بنکر

مکدر ہمکو رکھنا تھا تو یوں اے چرخ رکھنا تھا
کدورت دلمیں رہتی اسکے کوچے کی زمیں بنکر

جو کرتے پیروی مجنوں کی ہم کیا ہمکو سودا تھا
مگر وہ دلمیں بیٹھا لیلئے محمل نشیں بنکر

خیال نازکی سے کوئی نالے کر نہیں سکتا
ہزاروں آفتوں سے بچ گئے تم نازنیں بنکر

یہاں ہم بدنصیبوں کے جو حصے میں نہیں آتی
الٰہی رہ گئی کیا خوبی قسمت وہیں بنکر

شراب عشق کی ہمنے عجب تاثیر دیکھی ہے
بگڑ کر یہ کہیں رہتی ہو کیفیت کہیں بنکر

نہیں ہوتا اثر خجلت سے لب تک آ نہیں سکتے
رہی ہے آہ سینے میں نگاہ شرمگیں بنکر

کوئی معشوق سے ایسی زبردستی بھی کرتا ہے
کہ تیرا نام چبھتا ہے مرے دلمیں نگیں بنکر

تمھارے لب کے آگے خندۂ گل کا یہ نقشہ ہے
کہ جس صورت کوئی بدشکل اترائے حسیں بنکر

عتاب آلودہ چہرے کی ادا پر لوٹ ہوں قاتل
مرے دلبر چھری پھرتی تری ہے چین جبیں بنکر

یہ سنتے ہی وہاں اک شور برپا اوں کی محفل میں
گئے تھے راتکو کیا داغ دیوانے تمھیں بنکر

مٹ گئے عشق میں گھر سیکڑوں ویراں ہوکر
پھر گئی آنکھ تری گردش دوراں ہوکر

جب کہیں جاتے ہو آتے ہو پشیماں ہوکر
کوئی دن دیکھلو اے داغ مسلماں ہوکر

اوسکو حسرت نہ رہی دشمن ایماں ہوکر
کوئی دن دیکھلو اے داغ مسلماں ہوکر

ہمتو اس داغ کے قائل ہیں جو چمکے تا حشر
دل کے پردہ میں چراغ تہ داماں ہوکر

درد سر ہونے لگا سنکے زیادہ تعریف
اوٹھ گئے آج وہ محفل سے پشیماں ہوکر

سانس بیتاب قدم تیز پریشان نظر
آئے ہو کیا طرف گور غریباں ہوکر

خیر بہتر ہے تغافل ہی سہی سن لینا
جان پر کھیل گیا کوئی پریشاں ہوکر

مصلحت سے نکیا جور تو کیا ہوتا ہے
آدمی توبہ کرے دل سے پشیماں ہوکر

نالے رہجاتے ہیں رک رک کے مرے سینے میں
تیر بیٹھا ہے ترا حلق کا درباں ہوکر

یہ ہنر دست جنوں کا یہ سلیقہ دیکھو
دھجیاں اوڑاتی ہیں دامن کی گریباں ہوکر

کس خرابی میں ہیں آزار محبت والے
یہ بگڑتا ہے مرض قابل درماں ہوکر

دیکھنے والے ہی سو عیب لگادیتے ہیں
کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنہاں ہوکر

اپنے ہاتھوں سے وہ خط چاک کرے اے قاصد
یہ رہیگا مرے سینے پہ گریباں ہوکر

ضعف سے خوش ہوں کہ جب ہاتھ رکھا سینے پر
انگلیاں چبھ گئیں دل میں تری مژگاں ہوکر

تیری حسرت مجھے لائی ہے تری محفل میں
میں نہ نکلونگا کبھی غیر کا ارماں ہوکر

ہائے ویرانی دل بیسروسامانی دل
تیرے ارمان بھی پچھتائے ہیں مہماں ہوکر

نور کسکا ہے مرے دل میں کہ ہر آہ کے ساتھ
رہ گئی برق تجلی سی نمایاں ہوکر

پاس رہنے کی محبت بھی تو ہو جاتی ہے
کیوں کہیں جائیں ہماری شب ہجراں ہوکر

تجکو معلوم بھی ہے راتکو در پر تیرے
نالے کرتا ہے کوئی روز غزلخواں ہوکر

داغ تو کعبہ سے جاتا ہے جو بتخانے کو
شرم آتی نہیں کمبخت مسلماں ہوکر

دست جنوں کا اور کریں چارہ گر علاج
سر پیٹتا ہوں جیب و گریباں کو چھوڑکر

اک پل کی زندگی بھی غنیمت ہے دارہبر
ملتے ہیں اشک خاکمین مژگاں کو چھوڑکر

اہل عدم سے کہہ دو مروت سے دور ہے
تنہا نجاؤنگا شب ہجراں کو چھوڑ کر

آیا ہوں تیرے دام میں صیاد باغ سے
اپنی مراد پر گل و ریحاں کو چھوڑ کر

پوچھا جو اُنسے آؤگے کب ہنسکے چپ ہوے
بھرے پر اپنے زلف پریشاں کو چھوڑ کر
ظالم تری نگہ نے کیا کام ہی تمام
نشتر چبھوتے ہیں تو رگ جاں کو چھوڑ کر
محشر سے جائیں خلد میں یارب یہ کب ہوا
حیرت زدہ ہم اُس بت حیراں کو چھوڑ کر

دنیا میں اور کوئی نہ ہوتا گناہ گار
پچھتا رہا ہوں دامن عصیاں کو چھوڑ کر

تم لگا دو عاشق دلگیر پر
ناز ہو جس تیغ پر جس تیر پر
چارہ گر مرتے ہیں کیوں تدبیر پر
چھوڑ دیں مجھکو مری تقدیر پر
شرم مجھسے اور وہ بھی وصل میں
تم تو نادم ہو کسی تقصیر پر
داور محشر کے آگے صحیح
لوٹ جاؤ تم مری تقریر پر

داغ سچ ہے جو خدا چاہے کرے
آدمی کا بس نہیں تقدیر پر

جو بل ہے تری زلف گرہ گیر سے باہر
وہ پہنچ نہیں ہے مری تقدیر سے باہر
تم گھر سے تو نکلو کوئی آیا ہے مسافر
تم بات تو کر لو کسی رہگیر سے باہر
حیران ہیں خود اپنی ادا دسے جہاں میں
آئینہ سے وہ گھر میں ہیں تصویر سے باہر
دربانکے جھگڑے نے بڑا کام نکالا
گھبرا کے وہ نکلے اسی تدبیر سے باہر
آئے ہو تو اب داغ ستم دیکھتے جاؤ
آتا ہے جگر نالۂ شبگیر سے باہر
دل ناوک مژگاں تو جگر تیر نگہ نے
اس تیر سے باہر ہوں نہ اس تیر سے باہر

دلی سے تو کلکتہ میں بہونچے مگر اے داغ

کیونکر ہوں حصارِ فلکِ پیر سے باہر

حسرت آتی ہے دلِ ناکام پر
اسکو دے ڈالوں خدا کے نام پر

کان میں سن لو کہ رسوائی نہ ہو
ہم چلے آئے ہیں جس پیغام پر

وصل کی شب کیوں نہ اتراکے کہے
صبح عاشق ہو گئی ہے شام پر

جلنے لگتی ہے زباں کہتے ہی داغ
اُف نکل جاتی ہے میرے نام پر

غیر بھی میری طرح کرتے ہیں آہیں کیونکر
میں بھی دیکھوں تو پلٹتی ہیں نگاہیں کیونکر

پھر ہے عہد جوانی کی امنگ اور ترنگ
دل بھی مانے وہ رقیبوں کو نباہیں کیونکر

نہ دلاسا نہ تسلی نہ تشفی نہ وفا
دوستی اُس بتِ بدخو سے نباہیں کیونکر

زیرِ دیوار کبھی جھانک کے تم دیکھ تو لو
ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر

چاہ کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر

جب وہ آنکھوں میں سمائے مرے دل میں آئے
بند ہوں ناصحِ نافہم یہ راہیں کیونکر

شرم سے آنکھ ملاتے نہیں دیکھا اون کو
پار ہوتی ہیں کلیجے کے نگاہیں کیونکر

دردمندوں سے کہیں ضبطِ فغاں ہوتا ہے
چپکے چپکے ترے بیمار کراہیں کیونکر

یہ چلن کس نے سکھائے یہ طریقے کس نے
آ گئیں جور و جفا کی تمہیں راہیں کیونکر

غیر کی چاہ کا دم بھرتے ہو تم کیا جانو
نالے کس طرح کیا کرتے ہیں آہیں کیونکر

داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہے یہ بھی
جو برا چاہے ہمارا اوسے چاہیں کیونکر

جب وہ آئے شوخیِ گفتار پر
چل گئے چال اپنی بھی رفتار پر

صبح کو وہ جاگ کر پھر سو رہے
رہ گیا ہے آئینہ رخسار پر

اوٹھ نہیں سکتی حیا کی بوجھ سے
رحم آتا ہے نگاہِ یار پر

کس کو تھا محشر میں خوف باز پرس — ہاتھ دوڑا دامن دلدار پر
روکتا ہے جب ہمیں دربان یار — شعر لکھ آتے ہیں ہم دیوار پر
دوست لائے اُس گلی سے جب مجھے — جم گیا سایہ مرا دیوار پر
ضبط سے اشکوں کے طاقت آگئی — پھر گیا پانی دل بیمار پر
سب چلے جی کا یہ بھی اک آزار ہے — صبر کرنا وعدۂ دیدار پر
چشم جاناں سے الگ ہو اے حیا — یوں جھکے پڑتے نہیں بیمار پر
دیکھ پائے جنہیں مضمون وعال — معترض ہیں وہ اونھیں اشعار پر

داغ نے کیوں غم کیا کہتے ہیں وہ
خوب برسے میرے ماتم دار پر

جان تک لو ہاتھ میں پہلے دل شیدا لیکر — نہیں پھرنیکا مری جان یہ سودا لیکر
دل کا جو کرے تمسے وہ سودائی ہے — دام دیتے ہی نہیں مال پرایا لیکر
آنکھ کا ہے یہ اشارہ کہ نچھورے کو — منہ سے کہتے ہیں کرے کوئی اسے کیا لیکر
کیا تماشا ہے کہ جب غیر سے ہوتے ہیں خفا — گالیاں دیتے ہیں وہ نام ہمارا لیکر

شرط انصاف ہے یہ داغ کا دعوی ہے بجا
آدمی عشق کرے نام ہمارا لیکر

میرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر — بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر
بیٹھے پوچھا تھا ملوگے دلکو تم یا راتکو — مسکرائے اپنی وہ زلف دوتا کو دیکھکر
دلبری بھی شرم بھی شوخی بھی دل کس کسکو دوں — اس ادا کو دیکھکر یا اس ادا کو دیکھکر

غیر نے مہندی لگائی اوسکے ہاتھوں میں جو داغ
خون آنکھوں میں اتر آیا حنا کو دیکھکر

کہا نہ کچھ عرض مدعا بر وے رہے دم کو مسکر کر

سنا کئے حال چپکے چپکے نظر اٹھائی نہ سر اٹھا کر
نہ طور دیکھے نہ رنگ برتے غضب میں آیا ہوں دل لگا کر
وگرنہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر
تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجکو ظالم
رولا رولا کر گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر
تمھیں تو ہو جو کہ خواب میں ہو تمھیں تو ہو جو خیال میں ہو
ستم کے جو لذت آشنا ہوں کرم سے بے لطف بہرہ ہوں
شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہیں جو ٹوٹے
کہ توبہ کر لی گئی ہے توبہ ابھی یہاں سے سکست پاکر
نگہ کو بیباکیاں سکھاؤ حجاب شرم و حیا اٹھاؤ
بھلا کے مارا تو خاک مارا لگاؤ چوٹیں جتا جتا کر
نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا
کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر میں سما سما کر
خدا کا ملنا بہت ہے آساں بتوں کا ملنا ہی سخت مشکل
یقیں نہیں گر کسی کو ہمدم تو کوئی لائے اسے منا کر
الٰہی قاصد کی خیر گذرے کہ آج کوچے سے فتنہ گر کے
صبا نکلتی ہے کھڑکھڑا کر نسیم چلتی ہے تھرتھرا کر
جناب سلطان عشق وہ ہے کرے جو داغ اک اشارہ
فرشتے حاضر ہوں دست بستہ ادب سے گردن جھکا جھکا کر
ملے تھے آج مدتوں میں بہت ہی روئے بہت ہی تڑپے
وہ درد عشق سن سن کر ہم اپنا درد کہہ کہکر

یہ جانا تھا نہ آویں گے تو کیوں جانے دیا اون کو
یہی اے داغ پچھتا وا مجھے آتا ہے رہ رہ کر

رہے تلاش کہ سر گرم جستجو ہو کر
ملا ہوں رنگ میں رنگ اور بو میں بو ہو کر
نگاہ شوق نے کیا خواب میں نہیں دیکھا
بنا حجاب ہے چھپتے ہو رو برو ہو کر
لگی نگہ سے ترے وار تھا کہ دل میرا
قطرہ قطرہ مژہ سے ٹپکتا رہا لہو ہو کر

ہوا ہوں میں بھی اب اے داغ اپنا دشمن آپ
زمانہ دوست ہے اوس کا مرا عدو ہو کر

طبیب کہتے ہیں کچھ دوا کر حبیب کہتے ہیں بس دعا کر
رقیب کہتے ہیں التجا کر غضب میں آیا ہوں دل لگا کر
یہ جی میں یاں ٹھن گئی ہے بالکل کہ حال دل کہئے بے تامل
غضب کیا کیوں تغافل گھٹا دیا حوصلہ بڑھا کر
خدنگ دل دور سے خدایا بچا نہ پہلو بہت بچایا
اگر جگر سے میں کھینچ لایا تو دل میں بیٹھا یہ گھر بنا کر
نگاہ دزدیدہ پر شرارت اور اوسپہ دزد حنا ہے آفت
مگر وہ عیار ہے قیامت کہ چور دیں جسکو دل چرا کر
نثار اس طرز گفتگو پر نہیں کہیں داغ سا سخنور
ہنسا دیا ہے رلا رلا کر رلا دیا ہے ہنسا ہنسا کر

سو گھر وہ پھرا کرتے ہیں اس گھر سے نکلکر
کیا پاؤں نکالے دل مضطر سے نکل کر
ہیں داور محشر سے بہت داد طلب تھا
وہ ڈانٹ گئے مجکو برابر سے نکل کر
دنیا ہی میں ملتی ہے اسے دوزخ و جنت
انسان ذرا سیر کرے گھر سے نکل کر
محفل میں بیٹھایا پھر اونہیں کھینچ کے دامن
وہ چھپ کے چلے تھے مرے سر پر سے نکل کر

بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھوں پر
مہرباں آپکی خفت مرے سر آنکھوں پر

دہن اسکا کمر اوسکی نظر آئے نہ کبھی
ہو اگر عینک خورشید و قمر آنکھوں پر

تیری زلفوں پہ بلائیں جو بلا گرداں ہیں
فتنے قرباں ہیں اس شعبدہ گر آنکھوں پر

صبح اوس فتنۂ محشر کو جو دیکھا ہم نے
ایک آشوب رہا چار پہر آنکھوں پر

داغ کے دل کا تو کچھ بھید نہ پایا ہم نے
ایک حسرت سی برستی ہے مگر آنکھوں پر

رہتی ہیں دلمیں ایک زمانہ کی خواہشیں
بھولا ہوا ہوں زندگی مستعار پر

بیڈھب کھڑا ہوا ہے پھنسا ہی بری طرح
اللہ رحم کر دل ناکردہ کار پر

ہوتا ہے سب کا ایک اشارہ میں فیصلہ
وہ چشم شوخ بند نہیں ہے ہزار پر

امید اسکی ذات سے اے داغ چاہیے
سب منحصر ہے رحمت پروردگار پر

دوستی کا ہو زمانے میں بھروسا کس پر
تو مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کس پر

امتحاں نالۂ دل کا تو دکھا دوں لیکن
یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑے گا کس پر

یوں تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہیں
دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانہ کس پر

فتنہ پرداز دغا باز فسونگر عیار
ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر

مجھسے کہتے ہیں نکالینگے ہمیں کچھ تدبیر
صاف کہدو کہ دل آیا ہے تمھارا کس پر

لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا
کوئی سنتا بھی ہے کرتے ہو تقاضا کس پر

جو کیا تینے کیا کس نے ترے ساتھ سلوک
جو ہوا مجھسے ہوا ہے ستم ایسا کس پر

دیدیا اوسکے مریضوںکو خدا نے بھی جواب
آپ بھولے ہوئے بیٹھے ہیں مسیحا کس پر

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو
چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر

جانب چرخ اشارے سے بتایا اوسنے
جب کہا مینے مرا صبر پڑے گا کس پر

داغ جاتے تو ہیں مقتل میں پرا دل سب سے
دیکھئے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

بوسہ نہ ملا عارض جانا کا وصل میں
نفرت ہے اونکو وصل سے میرا یہی سوال
تم رات کو کہاں تھے تمہاری تلاش میں
ہم تشنۂ جمال ہیں تو ہمکو دیکھکر
نفرت ہے انکو وصل سے میرا یہی سوال

سر کی ذرا نہ زلف چلیپا ادہر ادہر
بیڈھب پڑا ہوا ہی یہ جھگڑا ادہر ادہر
پھرتا تھا کون ڈھونڈھنے والا ادہر ادہر
ساقی چھپا نہ ساغر و مینا ادہر ادہر
بیڈھب پڑا ہوا ہے یہ جھگڑا ادہر ادہر

اوس فتنہ گر سے پھر بھی تو پالا پڑیگا داغ
تھی تاک جھانک آپکی بیجا ادہر ادہر

حسرتیں اترا رہی ہیں آرزوئیں شاد ہیں
روز جا کر اسکے کوچہ سے پلٹ آتے ہیں ہم
وہ خوش بھی دید کے قابل ہے جب آتا ہی شاد
دیکھنا یار و جگر کو درد رہا تھا اپنے میں

میری قسمت دیکھکر میرا مقدر دیکھکر
دیدۂ حسرت سے پھرول جانب در دیکھکر
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھکر
وہ لیے جاتا ہے دلکو بھی مکرر دیکھکر

سخت جانی سے بنے کیا داغ دیکھا چاہیے
آج لائے ہیں وہ سو دو دو سو میں خنجر دیکھکر

آئے کوئی تو بیٹھ بھی جائے ذرا سی دیر
کچھ رہگیا ہے قصۂ غم وہ سنا تو دو دن
میں دیکھ لوں اوسے وہ نہ دیکھے مری طرف
سب خاک ہی میں مجکو ملانے کو آئے تھے

مشتاق دید لطف اوٹھائے ذرا سی دیر
کاش اونکو اور نیند نہ آئے ذرا سی دیر
باتوں میں کوئی اوسکو لگائے ذرا سی دیر
ٹھہری رہی نہ اپنی بھلائی ذرا سی دیر

تم نے تمام عمر جلایا ہے داغ کو
کیا لطف ہو جو وہ بھی جلائے ذرا سی دیر

ردیف رائے منقوطہ

جو دکھاؤ بھی نہ دیکھوں رخ بے حجاب ہرگز
یہ وہ آنکھ ہے کہ دیکھا نہیں جس نے خواب ہرگز

مری کثرت گنہ کی کوئی حد نہیں رہی ہے
نہ غم عذاب مجکو نہ غم حساب ہرگز

مری آہ آتشیں ہے کہ دماغ مہ جبیں ہے
یہ بلند آسماں پہ نہیں آفتاب ہرگز

وہ ہے تیرا مصحف رخ اگر اسکو دیکھ پائیں
تو یہ کافر کتابی نہ چھوئیں کتاب ہرگز

اگر آپ مول لیتے تو تمیز نشہ ہوتی
ملے مفت کی جو زاہد وہ نہیں شراب ہرگز

نہ مزاج یار بدلا نہ مرا نصیب پلٹا
نہیں اے فلک ہمیشہ تجھے انقلاب ہرگز

وہ اثر سے میں ڈرا ہوں یہ دعائیں مانگتا ہوں
کہ میری دعا الٰہی نہ ہو مستجاب ہرگز

یہ بجا کہ منع ہوگا رمضاں میں آب و دانہ
یہ غضب کہ تیس دن تک پئیں شراب ہرگز

کبھی داغ توبہ کی ہے کبھی پھر شراب پی ہے
نہ عذاب ہی ملے گا نہ ہمیں ثواب ہرگز

تم بات میں کر دوگے دل مردہ کو زندہ
ہونٹوں سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز

کیا جان کسی کی ہے نظر بھر کے جو دیکھے
انداز بھرا اس دلبر طناز کا انداز

اے داغ مقلد ہیں اسی طرز کے ہم بھی
ہر شعر میں ہے بلبل شیراز کا انداز

ردیف سین مہملہ

کیا بے مروت خلق ہے سب جمع ہیں بسمل کے پاس
تنہا مرا قاتل رہا کوئی نہیں قاتل کے پاس

کیا ماتم حسرت کریں وہ شعلہ زن ہے داغ غم
جلکر پھپھولے پڑ گئے جب ہاتھ آیا دل کے پاس

مجنوں تری تقدیر سے نکلی ہیں یہ شوخیاں
لیلی کھڑی ہے منتظر کچھ دیر سے محمل کے پاس

دیکھے ہین حسن و عشق کے ہمنے نرالے شعبدے
موسی کی جو مٹھی مین تھا وہ داغ نکلا دلکے پاس

ردیف شین معجمہ

وہ سمجھے کیا فلک کینہ خواہ کی گردش
اوٹھائی جسنے تمہاری نگاہ کی گردش

طریق عشق مین ہو راہ راہ کی گردش
کبھی کبھی کا سکون گاہ گاہ کی گردش

جو اُف کرون ابھی چکرائین آسمان و زمین
بری بلا ہے مری دود آہ کی گردش

وہ اور بھول کے یون میرے گھر چلے آئین
مگر نصیب سے آئی راہ کی گردش

پھرینگے داغ نہ دہلی کے دن یقین مانو
نہیں ہے چرخ مین دولاب جاہ کی گردش

طالب وصل ہیں وہ در پے قتل
ہے برابر ادہر اودھر کی تلاش

چارسو پھرتی ہے جو اونکی نگاہ
ہے کسی دل کی یا جگر کی تلاش

حضرت داغ کا یہ سن شریف
اور پھر شوخ سیم بر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

اس نگہ سے مجھے فتنے کی طمع
اوس دہن سے مجھے دشنام کی حرص

ہائے ساقی کا تغافل مجھسے
اور مجھ رند سے آشام کی حرص

آنکھ پھرتی ہے تری لیل و نہار
ہے اسے گردش ایام کی حرص

مل گئی میری سیہ بختی مین
دیکھنا زلف سیہ فام کی حرص

غیر کے ڈھنگ اوڑا او اے داغ
ہے اگر راحت و آرام کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

جوش ہے اب شباب کا خاتمہ ہے حجاب کا
اوس نگہ شریر سے شرم و حیا کو کیا غرض

اوسکی گلی سے آئے کیوں نکہت زلف لائے کیوں
مجکو صبا سے ہے امید مجھسے صبا کو کیا غرض

یہ تو مرا ہی کام ہے سجدے کروں تو میں کروں
کیوں ترے پاؤں پر گرے زلف رسا کو کیا غرض

ماتم داغ میں شریک ہو نہو اختیار ہے
گھر سے تمھیں بلائیں کیوں اہل عزا کو کیا غرض

کوئی ہنسا کرے تو بلا سے ہنسا کرے
کیوں دل جلائیں برق تبسم سے کیا غرض

معشوق سے امید کرم داغ خیر ہے
اوس بندۂ خدا کو ترحم سے کیا غرض

ردیف طائے مہملہ

میں اور حرف شکوہ غلط اے صنم غلط
واللہ جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم غلط

تعریف حسن سنکے وہ بولے بہت بجا
مضمون شوق پڑھکے کہا یکقلم غلط

سن سنکے عرض حال کی تکرار بار بار
کہنا کسی کا ناز سے وہ دمبدم غلط

مشہور کس کا نام ہے جھوٹا جہان میں
کہتا ہے روز کون قسم پر قسم غلط

بولے وہ داغ آپ ہیں جھوٹوں کے بادشاہ
معشوق سے شکایت جور و ستم غلط

حوروں سے ملئے خلد بریں کو سدھاریئے
دنیا میں آپ کا نہیں ہونے کا غم غلط

آج ٹھری مری تمھاری شرط
وصل کی شرط اور ہماری شرط

کیوں نہ دشمن کو دشمنی ہو فرض
دوست کو جب ہو دوستداری شرط

اور سنئے وہ مجھسے کہتے ہیں
حشر کے دن بھی جاں نثاری شرط

بدگمانوں سے عشق کا دعوے
واہ رے داغ خوب ہاری شرط

ردیف ظائے معجمہ

قول وقسم کی شرم ملاقات کا لحاظ
انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ

دلمیں جھٹک جھٹک کے چھڑایا ہزار بار
تمکو ہوا نہ خاک مری بات کا لحاظ

دیکھو ادھر اوٹھاؤ نظر ہو چکی حیا
کیا جانتا نہیں کوئی اس بات کا لحاظ

اقرار بھی ہے وصل پر انکار بھی اونھیں
اس بات کا لحاظ نہ اوس بات کا لحاظ

اے داغ سیکڑوں میں سے گئے ہیں جناب شیخ
ٹوٹا ہے آج قبلۂ حاجات کا لحاظ

کس طرح سے ہو بسر یارب دیار عشق میں
ہر بلا یہ ہے بلا آفت پہ آفت الحفیظ

جل گئے ہم جل گئے اے داغ فرقت الاماں
اُف رے اُف اے آتش سوز محبت الحفیظ

ردیف عین مہملہ

اس شوق کی نہیں بت قاتل کو اطلاع
افسوس ہے کہ دلکی نہ ہو دل کو اطلاع

سارے جہاں کو گردش مجنوں کی ہو خبر
لیکن نہو تو صاحب محمل کو اطلاع

مرتا ہے کون عشق میں کس نے کیا ہو وار
قاتل کو اطلاع ہے نہ بسمل کو اطلاع

راتوں کو چھپکے جب وہ گئے ہیں عدو کے گھر
اے داغ ہو گئی ہے مرے دل کو اطلاع

ہیں بہت سے عاشق دلگیر جمع
تیرے ترکش میں ہیں کتنے تیر جمع

اچھی صورت سے ہمیں بھی عشق ہے ۔ کرتے ہیں تصویر پر تصویر جمع

کس طرح یکجا ہوں داغ اپنے عزیز
ہونے دیتی ہی نہیں تقدیر جمع

ردیف عین معجمہ

مانند گل ہیں میرے جگر میں چراغ داغ ۔ پروانے دیکھتے ہیں تماشای باغ داغ
مرگِ عدو سے آپکے دل میں چھپا نہو ۔ میرے جگر میں اب نہیں ملتا سراغ داغ
دفیں قمر کے جب سے ملی ہے اسے جگھ ۔ اوسدنسے ہوگیا ہے فلک پر دماغ داغ
تاریکئے لحد سے نہیں دل جلے کو خوف ۔ روشن رہیگا تا بقیامت چراغ داغ

مولا نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا
رہتا وگرنہ ایک زمانے کو داغ داغ

کیا کہوں اے ہمنشیں اس بزم رنگیں کی بہار ۔ زیب محفل تھا وہ گلرو اہل محفل باغ باغ
دیکھکر آئینہ دونوں ہوگئے برہم یہ کہا ۔ تم ادہر نوش ہو اودھر مد مقابل باغ باغ

اوسکی خوشبو جب کسی گل میں نپائی آپ نے
پھر جناب داغ کیا پھرنے سے حاصل باغ باغ

ردیف ف

کشتی نہ ہو تباہ کسی نامراد کی ۔ چلتی ہے آج صبح سے باد سحر خلاف
بے مہر تھے جو سب اسنے بھلادیئے ۔ کسدرجہ بزخلاف ہے دل کسقدر خلاف
افسوس کچھ نباہ کی صورت نہیں رہی ۔ قسمت ادہر خلاف طبیعت اودھر خلاف

اے داغ زندگی کی توقع ہو کس طرح

قسمت خراب سخت مرض چارہ گر خلاف

کیوں نہیں مجھسے مری جان صاف — چاہیئے انسان سے انسان صاف

خانۂ دل کی صفائی ہو گئی — پھر نہیں مجھسے مرا مہمان صاف

اسلیے ہاتھوں خاک میں ملجاینگے — دل کدورت سے نہیں اک آن صاف

مشغلہ ہے جناب داغ کا

ہو رہا ہے آج کل دیوان صاف

دیکھا نہ ہمنے رشک سے اغیار کی طرف — منھ پھیر بیٹھے بزم میں دیوار کی طرف

وہ دیکھتے ہیں بزم میں اغیار کی طرف — میں دیکھتا ہوں چرخ ستمگار کی طرف

بیٹھے بٹھائے آئے جو شامت تو کیا علاج — دل نے کہا آؤ چلیں یار کی طرف

شوخی سے دیکھنا نہیں آتا ابھی انھیں — غرفے سے جھانک لیتے ہیں بازار کی طرف

بیکس رہینگے حشر میں کب مجرمان عشق — رحمت کہیگی ہم ہیں گنہگار کی طرف

تصویر کو بھی اسکی یہانتک غرور ہے — دیکھے کبھی نہ طالب دیدار کی طرف

تقصیر ہے فروش کی اے محتسب نہیں — یہ چیز اوڑ کے جاتی ہے میخوار کی طرف

آتا نہیں قریب کوئی دور دور سے — اوٹھتی ہیں اونگلیاں ترے بیمار کی طرف

چلتے نہیں وہ شرم سے نیچی نظر کئے — آنکھیں لگی ہیں شوخیٔ رفتار کی طرف

دی جان کس خوشی سے تہ تیغ داغ نے

لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف

کدورت کا باعث تو کوئی کھلے — بیاں کیجئے مہرباں صاف صاف

رہی زیر عارض کہاں شب کو کھول — نظر آتے ہیں سب نشاں صاف صاف

پسند آئے ہمکو بھی اشعار داغ

زباں پاک و شستہ بیاں صاف صاف

کافر وہ زلف پرشکن ایک اس طرف ایک اوس طرف
پھر اوسپہ چشم سحر فن ایک اس طرف ایک اوس طرف

زلفوں کی یہ سرگوشیاں سر پر بلائیں لائے گی
غماز بھی گرم سخن ایک اس طرف ایک اوس طرف

دل ایک تنہا بیچ ہیں آنکھیں تری سفاک دو
شمشیر زن ناوک فگن ایک اس طرف ایک اوس طرف

اترا رہا ہے داغ کیا ہنگام گلگشت چمن
رنگیں قبا گل پیرہن ایک اس طرف ایک اوس طرف

ردیف قاف

غم اوٹھانیکے ہیں ہزار طریق
کہ زمانے کے ہیں ہزار طریق

غیر کے ذکر پر نہیں موقوف
جی جلانے کے ہیں ہزار طریق

نہیں خالی تسلیاں اون کی
آزمانے کے ہیں ہزار طریق

مہربانی کی ایک راہ تو ہو
گر ستانے کے ہیں ہزار طریق

خواب میں تمکو کس نے روکا ہے
آنے جانے کے ہیں ہزار طریق

اونکو سو سو بہانے آتے ہیں
ہر بہانے کے ہیں ہزار طریق

ابھی کمسن ہو تم نہیں واقف
دل دکھانے کے ہیں ہزار طریق

داغ اب فاقہ مست بن بیٹھے
مانگ کھانے کے ہیں ہزار طریق

مٹ گئے افسوس سارے ذوق شوق
ہائے وہ ہم وہ ہمارے ذوق شوق

ہر گلی کوچہ میں اب سے تاک جھانک
پھرتے ہیں اونکو ابھارے ذوق شوق

داغ صاحب بھی ہوئے عاشق مزاج
ہو گیا اون کو بھی تاری ذوق شوق

ردیف کاف تازی

دعا مانگے دل غمگیں کہاں تک
کہوں میں دمبدم آمیں کہاں تک

تڑپنے دو ابھی میں بھی تو دیکھوں
وہ دیتے ہیں مجھے تسکیں کہاں تک

مجھے چھوڑیں خدا پر دوست میرے
یہ ہنگامہ سر بالیں کہاں تک

رہے گا مصطفےٰ آباد میں داغ
غریب و عاجز و مسکیں کہاں تک

جا سکے جو نہ آپ کے در تک
جائے وہ دادخواہ محشر تک

تو رہے اور خرام ناز ترا
یہی فتنہ بہت ہے محشر تک

کوئی مٹتا ہے داغ دل اے داغ
یہ جلے گا چراغ محشر تک

ساقیا ابر ہے دے جام شراب ایک پر ایک
آج محفل میں گرے مست شراب ایک ایک

جوش پر ہے جو ترا حسن تو اے پردہ نشیں
زور کرتا ہے غضب بند نقاب ایک پر ایک

توڑا اسطرح سے اے نالۂ دل ساتوں فلک
کہ گریں ٹوٹ کے یہ خانہ خراب ایک پر ایک

دلکو سو داغ نہ دو جانکو سو رنج نہ دو
منصفی شرط ہے لازم ہے عذاب ایک پر ایک

جور پر جور غضب پر ہے غضب ظلم پہ ظلم
بنے پھر ایک پہ ایک اف رے عتاب ایک پر ایک

جب کبھی داغ کیا ہمنے سوال بوسہ
سیکڑوں اونسے دیئے سخت جواب ایک پر ایک

کتاب عشق کے اُلٹے ورق اول سے آخر تک
مگر سمجھے نہ ہم اسکا سبق اول سے آخر تک

بری ہے ابتدا بھی انتہا بھی تری الفت کی
کہ اسمیں ہیں غم و رنج و قلق اول سے آخر تک

بشر کو گر نہ ملتی کسکو ملتی عشق کی دولت
نہیں تھا کوئی اسکا مستحق اول سے آخر تک

لکھوں اسکو جواب اے داغ کیا میں سخت حیراں ہوں
لکھے ہیں خط میں مضموں اوق اول سے آخر تک

ردیف کاف فارسی

کیوں نہ جہاں میں ہو عیاں عیب و ہنر الگ الگ
دیکھتے ہیں بچشم غور اہل نظر الگ الگ

اوسکی تلاش میں مگر ایک کا ایک ہے رقیب
پھرتے ہیں روز و شب جو یوں شمس و قمر الگ الگ

راہ میں اونکو وہم تھا کوئی نہ بدگماں ہو
آئے تو ساتھ ساتھ وہ مجھسے مگر الگ الگ

تیغ نگاہ یار کو دیتے ہیں ہر گھڑی دعا
پارۂ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

روح فزا کسیکو ہے روح گزا کسیکو ہے
بادۂ عشق نے کیا اپنا اثر الگ الگ

صبح شب وصال میں پاؤں پہ اونکے گر پڑا
کہنے لگے وہ ناز سے وقت سحر الگ الگ

میں ہوں اودھر تو وہ ادھر میں ہوں یہاں تو وہ وہاں
رہتے ہیں مجھسے دور دور آٹھ پہر الگ الگ

رنج فراق یار بھی صدمۂ روزگار بھی
ایک دل اور اتنے غم جائے کدھر الگ الگ

حشر کو اوسنے چن لیے داغ گناہگار عشق
تاڑ گئے ہزار میں اوسکی نظر الگ الگ

ردیف لام

پھنسا دے زمانے کو پروردگار دل
آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

ہر بار مانگتی ہے نیا چشم یار دل
اک دل کے کس طرح سے بناؤں ہزار دل

پوچھا جو اسنے طالب روز جزا ہے کون
نکلا مری زبان سے بے اختیار دل

کرتے ہو عہد وصل تو اتنا رہے خیال
پیمان سے زیادہ ہے ناپائدار دل

تاثیر عشق یہ ہے ترے عہد حسن میں
مٹی کا بھی بنا ہیں تو ہو بیقرار دل

اسکی تلاش ہے کہ نظر آئے آرزو
ظالم نے روز چاک کئے ہیں ہزار دل

عالم ہوا تمام رہا اوسکو شوق جور
برسا دے آسمان سے پروردگار دل

پہلے پہل کی چاہ کا کیجئے نہ امتحان
آتا تو سیکھ رہے ابھی دو چار بار دل

نکلے مری بغل سے وہ ایسی تڑپ کے ساتھ
یاد آگیا مجھے وہیں بے اختیار دل

عاشق ہوئے وہ جبسے عدو پر یہ حال ہے
رکھ رکھ کے ہاتھ دیکھتے ہیں بار بار دل

اوسنے کہا ہے صبر پڑے گا رقیب کا
ہے اور بیقرار ہوا ہے بیقرار دل

مشہور ہیں سکندر و جم کی نشانیاں
اے داغ چھوڑ جائینگے ہم یادگار دل

وصل کی ٹھہرے جو اے ماہ جبیں آج سے کل
وہ بھی نزدیک ہے کچھ دور نہیں آج سے کل

ایکدن اور بھی مہمان ہیں جناطر راو
کاش رخصت ہو مریجان حزین آج سے کل

صبر کر اے دل مضطر نہیں ملنے کے
کل سے آج اونکی ہوئی ہوگی یونہیں آج سے کل

خوبرویوں کو نہیں کچھ غم فردا اے داغ
ہونگے مغرور زیادہ حسیں آج سے کل

ہوا زمانہ پیری عذاب میں داخل
جوان تھے تو جوانی تھی خواب میں داخل

کسی نے دوست تسلی ایسی چٹکی لی
سکون دل بھی ہوا اضطراب میں داخل

دکھا کے منہ جو چھپاتے ہو کوئی پوچھتا ہے
نگاہ شوق رہیگی نقاب میں داخل

کسے مجال جو دیکھے وہ حسن عالم سوز
وہاں ہے برق تجلی حجاب میں داخل

یہاں ادا سے خموشی کو ہم جواب سمجھے
وہاں جواب نہ دینا جواب میں داخل

دوبارہ ہمکو کبھی بھول کر نہ لکھنا خط
یہ شرط ہے مرے خط کے جواب میں داخل

گئے تھے داغ تلاش صنم میں کعبے کو
خدا نے مفت کیا ہے ثواب میں داخل

وہ کب لطف کرتے ہیں بے آزمائے — کرم آخر آخر عتاب اول اول
خدا شرم رکھے تری انتہا تک — کہ ڈالی ہے منہ پر نقاب اول اول
اونھیں سے پھر آخر کو کھل کھیلتے ہیں — وہ کرتے ہیں جنسے حجاب اول اول
وہ پیغامبر کی مدارات پیہم — وہ رسم سوال و جواب اول اول
وہ جلسے وہ احباب رندانہ تیرے — وہ معشوق و شرب شراب اول اول
وہ سیر چمن وہ تماشائے دریا — وہ لطف شب ماہتاب اول اول
وہ گلیوں میں راتوں کو چھپ چھپ کے جانا — وہ یاروں سے کچھ کچھ حجاب اول اول
وہ ہر بات کا شوق بے سمجھے بوجھے — وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول
وہ پہلے پہل دل لگانا کسی سے — وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول

ہوئی داغ اب اونکی تعبیر اولٹی
نظر آئے جو تمکو خواب اول اول

کیوں کھلے دل کا حال کریں ہائے ہائے دل — اچھی کہی کہ ہمسے کہو ماجرائے دل
افسوس میں نے روز ازل یہ نہ کہدیا — دے مجکو سب جہان کی نعمت سوائے دل
گھبرا کے بزم ناز سے آخر وہ اوٹھ گئے — سن سکے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل
بہر عیادت آج وہ آکر یہ کہہ گئے — ہو زندگی عزیز جسے کیوں لگائے دل
رہتا ہے دم خفا مرے سینے میں ہر گھڑی — روٹھے ہوئے کو ہائے کہاں تک منائے دل
شکوہ کیا کہ شکر کیا تیر یار کا — تھم تھم کے نرم نرم کچھ آئے صدائے دل
جور سپہر و ظلم بتاں سہہ گئے بہت — ستم وہی ہے جسنے اوٹھائی جفائے دل

سہتے نہ تھے وہ سنکے برا مان جائیں گے

اے داغ اون سے اور کہو ماجرائے دل

ردیف میم

جھک گئے ہیں آج اک ساغر سے ہم
ہاتھ دھو بیٹھے مے دکو تر سے ہم
بتکدے میں جاکے اس بت کا پتا
پوچھتے پھرتے ہیں ہر پتھر سے ہم
کیا کہیں کس سے کہیں کس کے لیے
پھرتے ہیں چار و طرف مضطر سے ہم
حضرتِ واعظ نے جو چاہا کہا
پر نہ بولے کچھ خدا کے ڈر سے ہم
دل جو اپنا ہم نے مانگا تو کہا
کیا چرا لائے تمہارے گھر سے ہم

وہ ستمگر رد بدو ہو گا تو داغ
کیا کہیں گے داور محشر سے ہم

ستم رسید و غمیں لکھے گئے ہیں روز ازل
تمہارے چاہنے والے تمام نام بنام
بچائے جان خدا اہل مہر و الفت کی
وہ کوستے ہیں اونھیں صبح شام نام بنام

گئے ہیں داغ وہاں چھپکے دیکھیے کیا ہو
گئے گئے ہیں جہاں خاص و عام نام بنام

ڈرتے ہیں چشم و زلف و نگاہ و ادا سے ہم
ہر دم پناہ مانگتے ہیں ہر بلا سے ہم
معشوق جائے حور ملے سے بجائے آب
محشر میں وہ سوال کریں گے خدا سے ہم
گر تو کسی بہانے سے آجائے وقت نزع
ظالم کریں ہزار بہانے قضا سے ہم
گو حال دل چھپاتے ہیں پر اسکو کیا کریں
آتے ہیں خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم
دیکھیں تو پہلے کون مٹے اوسکی راہ میں
بیٹھے ہیں شرط باندھ کے ہر نقش پا سے ہم
مجبور اپنے شیوۂ شرم و حیا سے تم
ناچار اضطراب دل مبتلا سے ہم

یہ آرزو ہے آنکھ میں سرمہ لگائیں گے

اے داغ خفا کیا ہے رسول خدا سے ہم

شب وصال نہ ٹلے بنو حیا کے تم
جفا کے کہتے ہی گلے ہم کریں وفا کے تم

کوئی خوشی تو ہوئی ہے کہ ہنستے آتے ہو
گئے تھے کیا کسی مرد سے یہ آشنا کے تم

مزا ہو حشر میں دونوں ہوں ایکبار طلب
ہمارے ساتھ چلو سامنے خدا کے تم

کسی طرح نہیں ٹلتے بغیر دل کے لیے
یہ ڈھنگ سیکھ گئے کسکی التجا کے تم

مجھے جو ناز ہوا اپنی بے گناہی پر
کہا اُدھوں نے سزاوار ہو سزا کے تم

کہیں نہ حضرت دل ہمسے تم دغا کرنا
ہمارے دوست پرانے ہو ابتدا کے تم

تمہارے شعر میں گرمی ہے کس قیامت کی
چلے ہوئے ہو مگر داغ انتہا کے تم

رشک سے غیروں کے جی کھوتے ہیں ہم
کیا بروں کی جان کو روتے ہیں ہم

بیخودانہ اپنی ہشیاری رہی
جاگتے ہیں کچھ تو کچھ سوتے ہیں ہم

دیکھ لیں گے فتنۂ محشر کو بھی
اب تو چادر تانکر سوتے ہیں ہم

داغ ہے کسکو میسر دردِ عشق
رنج ہوتا ہے تو خوش ہوتے ہیں ہم

محشر میں بھی کسی کے اٹھائینگے ناز ہم
ایسے نیاز مند ہیں اے بے نیاز ہم

کیا کیا بہانے موت کے کرتے ہیں راتدن
تجھسے زیادہ ہجر میں ہیں حیلہ ساز ہم

ویسے موافقت ہو نہ دلبر سے اتفاق
بے لاگ ہیں کسی سے نہیں رکھتے ساز ہم

دلکی بری بھلی کو سمجھ لے پیام بر
کیا دخل دیں کہ اسکے نہیں ہیں مجاز ہم

واعظ بھی نہ کہدے کہ پیدا ہی کیوں ہوئے
دنیا میں آئیں اور رہیں پاکباز ہم

اسمیں بھی کوئی بھید ہے تم جانتے نہیں
کہتے ہیں ایک ایک سے کیوں دلکے راز ہم

وہ دن گئے کہ داغ تھی ہردم بتوں کی یاد

پڑھتے ہیں پانچ وقت کی اتو نماز ہم

ابھی ہماری محبت کسی کو کیا معلوم
کسی کے دلکی حقیقت کسیکو کیا معلوم

بنا ہرا ونکو حیادار لوگ سمجھے ہیں
حیا میں جو ہے شرارت کسیکو کیا معلوم

کیا کریں وہ سنانے کو پیار کی باتیں
انھیں ہے مجھسے عداوت کسیکو کیا معلوم

جناب داغ کے مشرب کو ہمسے تو پوچھو
چھپے ہوئے ہیں یہ حضرت کسیکو کیا معلوم

ردیف نون

بیکسی صدمہ ہجراں کی مجھے تاب نہیں
کاش دشمن ہی چلے آئیں جو احباب نہیں

قبر میں بھی نہ بجھے آتش غم وائے نصیب
ہم جہاں دفن ہیں واں زیر زمیں آب نہیں

بخت بیدار نہ یہ دیدۂ دربان یارب
چشم مشتاق کی تقدیر میں کیوں خواب نہیں

تجکو اے بخت سیہ آگ لگا کر دیکھوں
شب ہجراں میں اگر جلوہ مہتاب نہیں

جام کوثر او سی میکش کو ملے گا زاہد
بول اوٹھا جو کوئی سے ناب نہیں

آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ نیند آتی ہے
آنکھ اپنی جو لگی چین تمہیں خواب نہیں

جستجو چاہیے گو خون جگر ہی ملجائے
رزق انساں کا کمیاب ہے نایاب نہیں

پدے پوچھتے کیا ہو کہ دیکھا شب وعدہ کیا کیا
تمسے تعبیر بن آسکے وہ مرا خواب نہیں

طعنے دینے کو محبت میں برا کہنے کو
کونسے روز یہاں مجمع احباب نہیں

حال دل جس سے کہا اوسنے کہا بس خاموش
داغ اس درد کے سننے کی ہمیں تاب نہیں

کیا کیا فریب دلکو دیئے اضطراب میں
اونکی طرف سے آپ لکھے خط جواب میں

شوخی نے تمکو ڈالدیا اضطراب میں
کچھ تمکنت کا لطف نہ دیکھا شباب میں

کچھ شان مغفرت سے نہیں دور زاہدو
ڈوبیں گناہ بادہ کشونکے شراب میں

پیر مغاں کی دلشکنی کا رہا خیال
داخل ہوا ہوں توبہ سے پہلے ثواب میں

گر وہ نہ آئینگے تو اجل آئے گی ضرور
تسکیں ملی ہوئی ہو مرے اضطراب میں

جی چاہتا ہو چھیڑ کے ہوں اس سے ہمکلام
کچھ تو لگے گی دیر سوال و جواب میں

اے داغ کوئی مجھسا نہ ہو گا گناہ گار
ہے معصیت سے میرے جہنم عذاب میں

آپ جنکو ہدف تیر نظر کرتے ہیں
راتدن ہائے جگر ہائے جگر کرتے ہیں

اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہیں
گدگدی دلمیں حسینونکے نگہ کرتے ہیں

ایک تو توشہ مے اور سیہ نشیلی آنکھیں
ہوش اوڑتے ہیں جدھر کو وہ نظر کرتے ہیں

حضرت داغ کو دلی کی ہوا خوب لگی
راتدن عیش ہے جلسونمیں بسر کرتے ہیں

ہم تصور میں بھی جو بات ذرا کہتے ہیں
سب میں اوڑ جاتی ہو ظالم اسے کیا کہتے ہیں

کچھ تمہارے لب اعجاز نما کہتے ہیں
پر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں

سب مجھے شیفتہ ناز و ادا کہتے ہیں
تم تو کہتے ہی نہیں اسے کیا کہتے ہیں

اوسکے ہاتھوں سے یہی ذلت و خواری ہوگی
غیر اپنی تو خبر لیں مجھے کیا کہتے ہیں

میں گنہگار اگر عشق مجازی ہے گناہ
میں خطاوار اگر اسکو خطا کہتے ہیں

دعوی مہر و وفا اونکی زباں پر آیا
اور سنئے کہ وہ میرا ہی کہا کرتے ہیں

وقت ملنے کا جو پوچھا تو کہا کہدینگے
غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کرتے ہیں

پہلے تو داغ کی تعریف ہوا کرتی تھی
اب خدا جانے وہ کیوں اوسکو برا کہتے ہیں

مژگاں نے تیری چاک کئے عاشقوں کے دل
دست مژہ بھی پنجۂ وحشت سے کم نہیں

وہ لذتِ وصال سے لیتے ہیں جان و دل
یہ مہربانیاں بھی عداوت سے کم نہیں

کیا ماجرا کہوں دلِ امیدوار کا
اک آرزو ہزار مصیبت سے کم نہین

یہ ناز یہ نگاہ یہ چھل بل یہ شوخیاں
تم اُس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہیں

ہے شام ہی سے وصل میں تمکو تلاش صبح
یہ انتظار بھی مری حسرت سے کم نہیں

تو نے دیا فروغ تو ہے داغ آفتاب
ذرہ بھی ورنہ اوسکی حقیقت سے کم نہیں

بتا بن ما ہوش اوجڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں
کہ جسکی جان جاتی ہے اوسی کے دل میں رہتے ہیں
محبت میں مزا ہے چھیڑ کا لیکن مزے کی ہو
ہزاروں لطف ہر اک شکوۂ باطل میں رہتے ہیں
ہزاروں حسرتیں وہ ہیں کہ روکے سے نہیں رکتیں
بہت ارمان ایسے ہیں کہ دل کے دل میں رہتے ہیں
خدا رکھے محبت نے کئے آباد دونوں گھر
میں اونکے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں
بتوں کو محرم اسرار تو نے کیوں کیا یا رب
کہ یہ کافر ہر اک خلوت سرائے دل میں رہتے ہیں
تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کے
خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں رہتے ہیں
کوئی نام و نشاں پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں
یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے ہیں

وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کھائی تھی قسم
کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہیں

کیا داغ نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے
عاشق کی بات کا تو برا مانتے نہیں

پردے پردے میں عتاب اچھے نہیں
ایسے انداز حجاب اچھے نہیں

میکدے میں ہو گئے چپ چاپ کیوں
آج کچھ مست شراب اچھے نہیں

جب سوال وصل پر کرتا ہوں ضد
ڈر کے دیتے ہیں جواب اچھے نہیں

اے فلک کیا ہے زمانے کی بساط
دمبدم کے انقلاب اچھے نہیں

صورت اچھی ہے تو سیرت ہے بری
ایسے معشوق انتخاب اچھے نہیں

تو بھی اسکی زلف پیچاں ہو گیا
اے دل ایسے پیچ و تاب اچھے نہیں

اور سنئے مجکو سمجھاتے ہیں وہ
ڈھنگ یہ خانہ خراب اچھے نہیں

کوئی بزم وعظ سے کہتا گیا
ایسے جلسے بے شراب اچھے نہیں

اک نجومی داغ سے کہتا تھا آج
آپ کے دن اے جناب اچھے نہیں

کیا کہوں تجکو جو بیمہر و فسوں گر نہ کہوں
جسکو دنیا کہے اُس بات کو کیونکر نہ کہوں

مہربانی سے کسی شخص نے پوچھا ہے مزاج
سخت مشکل ہے کہ حال دل مضطر نہ کہوں

بات کہنے کا مزا کیا جو غلط تم سمجھو
گر یقیں ہو تو کہوں گر نہو باور نہ کہوں

دل لگی تاکید ہے ہر حال میں ہو پاس وفا
کیا ستم ہے کہ ستمگر کو ستمگر نہ کہوں

غیر کا حال چھپائے سے کوئی چھپتا ہے
گو کسی وجہ سے میں آپ کے منھ پر نہ کہوں

اب کی کچھ منھ سے نکالا تو تمھیں جانوگے
داغ پھر مجکو نہ کہنا کہ برابر نہ کہوں

عذر آنے میں بھی ہے اور بلاتے بھی نہیں
باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو — صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

زیست سے تنگ ہو اے داغ تو کیوں جیتے ہو
جان پیاری بھی نہیں جان سے جاتے بھی نہیں

یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتوں میں — آزمایا ہے تمھیں ہمنے کئی باتوں میں
تمہیں انصاف سے اے حضرت ناصح کہدو — لطف اُن باتوں میں آتا ہے کہ اِن باتوں میں
ایسی تقریر پرسی تھی نہ کبھی شوخ و شریر — تیر آنکھوں کے بھی فتنے ہیں تری باتوں میں
کیسے انکار ہوا غیر سے اقرار رہا — فیصلہ خوب کیا آپ نے دو باتوں میں

وہ گئے دن جو رہے یاد بتوں کی اے داغ
رات بھر اب تو گذرتی ہے مناجاتوں میں

آہ کیا کریں ضبط محبت ہم تو مرتے ہیں — کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے میں اترتے ہیں
جفا پر جان دیتے ہیں ستم پر تیرے مرتے ہیں — یہ ناکام محبت سچ تو یہ ہی کام کرتے ہیں
تسلی دلدہی دلجوئی اک حیلہ بہانہ ہے — مراد دل وہ دیکھتے ہیں وہ جو دلبر ہاتھ دھرتے ہیں
خدا ہی کوئی پوچھے حشر میں ہمسے ترے آگے — کہ واں تم کسپہ مرتے تھے کہیں ہم اسپہ مرتے ہیں
کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا — اب اسمیں حسرت و شوق و تمنا سیر کرتے ہیں
کبھی جھکتا ہوں شیشے پر کبھی گرتا ہوں ساغر پر — مری بیہوشیوں سے ہوش ساقی کے بگڑتے ہیں
کوئی کہدے کہ تمنے دل لیا پھر دیکھئے کیا کیا — اوچھٹتے ہیں اوکھڑتے ہیں پلٹتے ہیں مکرتے ہیں
ادا بیساختہ اُن گیسوؤں کی کچھ نرالی ہے — بنائے سے بگڑتے ہیں سنوارے سے بکھرتے ہیں

نہ پوچھو داغ ہمسے انتظار یار کی صورت
یہ آنکھیں جانتی ہیں خوب جو نقشے گذرتے ہیں

کیا ملے گا کوئی حسیں نہ کہیں — جی بہل جائیگا کہیں نہ کہیں
آپکی گفتگو کا کیسا کہنا — چار باتیں بھی دلنشیں نہ کہیں

داغ پھر تاک جھانک کرتے ہیں
اب گرے اب پھنسے کہیں نہ کہیں

ہے کسی کا تو انتظار تجھے
آنکھ ملتی ہے تیری نرگس میں

دل کا ویرانہ ہو گیا لیکن
اب بھی ہے تیری آرزو اس میں

ہم ستم سے بھی خوش ہیں اے ظالم
وہ ستم کوئی لطف ہو جس میں

تم پہ عاشق نہوں تو کس پہ ہوں
تم میں جو بات ہو وہ ہے کس میں

مجھکو دشمن سے کیا گلہ اے داغ
اُنس پاتا نہیں ہوں ہو نس میں

جب کہا اور بھی دنیا میں حسیں اچھے ہیں
کیا ہی جھنجھلا کے وہ بولے کہ ہمیں اچھے ہیں

نہ ملا خاک میں تو ورنہ پشیماں ہو گا
ظلم سہنے کو ہم اے چرخ بریں اچھے ہیں

بُت وہ کافر ہیں کہ اے داغ خدا انسے بچائے
کون کہتا ہے یہ غارت گر دیں اچھے ہیں

پھر دیں عجب ادائیں اس شوخ ستمیں میں
اک ٹیڑھ ہو سادگی میں اک سیدہ بانکپن میں

مطلب کی چھیڑ انسے پنہاں سخن سخن میں
سچ یہ کہ داغ پُرفن یکتا ہوا اپنے فن میں

ہے چارہ ساز گلچیں گلہاے داغ دل کا
شامت بہار کی ہو آئے جو اس چمن میں

اے داغ ہم نہایت سمجھے اوس نے غنیمت
جو دم خوشی سے گذرا یاران ہم وطن میں

شمع رو آپ گو ہوئے لیکن
لطف سوز و گداز کیا جانیں

جو رہ عشق میں قدم رکھیں
وہ نشیب و فراز کیا جانیں

جو گذرتے ہیں داغ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانیں

ناتا کرو لطف عشق میں ہے ہم مگر کہاں
کیا سوجھتا نہیں کہ پڑی ہے نظر کہاں

اے آہ دلیں رہ کہ جو پردہ ہے ترا
جاتی ہر دوڑ دوڑ کے تو بے اثر کہاں

الفت جتائیے تو غلط جھوٹ نادرست
دل مانگئے تو کہتے ہیں کیسا کدھر کہاں

تھم تھم کے وار کر کہ مراد ر دلٹ نجائیے
جب میں نہیں تو لذت زخم جگر کہاں

بھولا ہوں راہ فرط محبت میں دیکھئے
ہوتی ہے آج شام غریبی سحر کہاں

صورتمیں اتحاد تو سیرت میں اختلاف
تجھسا ہوا اور تجھسا نہ ہو وہ بشر کہاں

میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہاں

نالے کرنے دِل ناکام بُرے ہوتے ہیں
کہ بُرے کام کے انجام بُرے ہوتے ہیں

ہو تسلی تو گذاروں شب ہجراں ساری
طور میرے تو سر شام بُرے ہوتے ہیں

چھیڑ معشوق سے کیجے تو ذرا تھم تھم کر
روز کے نامہ و پیغام بُرے ہوتے ہیں

درہم داغ نہو داغ کو کس طرح عزیز
چارہ گر مفت کے کیا دام بُرے ہوتے ہیں

ہم تری بزم سے اے یار چلے جاتے ہیں
بے چلے جاتے ہیں ناچار چلے جاتے ہیں

اوسکا کوچہ ہے کہ ہے عرصۂ محشر یارب
سیکڑوں طالب دیدار چلے آتے ہیں

حضرت دلکی قضا آئی ہے اُس کوچے میں
کہ یہ دوڑے ہوے ہر بار چلے آتے ہیں

اس طرح جاتے ہیں اُس بزم دلکے ہاتھوں
کہ بندہے جیسے گنہگار چلے آتے ہیں

بلبے ضد آپکی اللہ رے ہمت اف رے مزاج
آجتک وصل کے انکار چلے جاتے ہیں

گرچہ سوسو ہیں تغافل کہ نجانے کوئی
اُن نگاہوں کے مگر وار چلے جاتے ہیں

ہم نہیں جانتے کچھ دیر و حرم کا رستہ
ہم مئے عشق میں سرشار چلے جاتے ہیں

داغ اس ضعف نے کی اپنی تو منزل کھوئی

ہم رہے جاتے ہیں سب یار چلے جاتے ہیں

دل میں سما گئیں ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار
کہتا ہوں دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ میں

کیسا نظارہ کس کا اشارہ کہاں کی بات
سب کچھ ہے اور کچھ نہیں نیچی نگاہ میں

مشتاق اس ادا کے بہت درد مند تھے
اے داغ تم تو بیٹھ گئے ایک آہ میں

کچھ ہے تاثیر ہو گر اے کشش دل کچھ بھی
تو وہ دوڑے ہوئے دم بھر میں چلے آتے ہیں

سیر بازار بھی ہے انکے لیے ایک شکار
دل بند ہر زلف معنبر میں چلے آتے ہیں

آپ حسرت ہیں نہ ارمان ہیں نہ ہیں سوز و گداز
کس لیے پھر دل مضطر میں چلے آتے ہیں

داغ جا کر نہ پھرے سوئے عدم اپنے رفیق
ہم یہ سمجھے تھے کہ دم بھر میں چلے آتے ہیں

دل مہجور کو آزردہ جو پاتا ہوں میں
اپنے روٹھے کو شب و روز مناتا ہوں میں

ایک نظارۂ گلشن کی ہوس باقی ہے
رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہوں میں

کتنے ہمدرد ہوا خواہ ہیں یوں تو اے داغ
پر یہ کوئی نہیں کہتا اسے لاتا ہوں میں

حضرت دل آپ ہیں جس دھیان میں
مر گئے لاکھوں اسی ارمان میں

عشق جس کشتی کا ہو تو ناخدا
وہ نہ آئے کس طرح طوفان میں

اوس سے پوچھو تم مری آشفتگی
زلف کہہ دے گی تمہارے کان میں

میرے مرنے کی خبر سن کر کہا
واقعی کچھ بھی نہیں انسان میں

گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا
آدمیت چاہیے انسان میں

دل کی قیمت اک نگہ ہے اے صنم
آ گئے جو آئیے ترے ایمان میں

جس نے دل کھویا اوسی کو کچھ ملا
فائدہ دیکھا اسی نقصان میں

کس نے ملنے کا کیا وعدہ کہ داغ
آج ہو تم اور ہی سامان سے

زندگی کا نہیں سامان میسر مو دلیں
مژدۂ یار نے کیا پھیر دی جھاڑو دلمیں

ایک تیرے ہی نہ رہنے سے رہا کیا کیا کچھ
کوئی حسرت نہ رہی جب سے رہا تو دلمیں

یہی دھڑکا ہو کہ خالی نہ رہے وصل کی شب
دل ہو پہلو میں تو ہے آپکا پہلو دل میں

اشک پیتا ہوں اگر ضبط محبت کے لیے
زہر سے الماس کے بنجاتے ہیں آنسو دلمیں

سانپ سا لوٹ رہا ہے شب ہجراں کیا کیا
لہریں لیتا ہے خیال خم گیسو دل میں

ساتھ ہر سانس کے آجاتی ہے پھولونکی مہک
بس گئی ہر گل عارض کی جو خوشبو دل میں

ضعف اس درجہ بڑھا ہے کہ الٰہی توبہ
درد بھی اب تو بدلتا نہیں پہلو دلمیں

اب کہاں ہوش کہاں صبر کہاں تاب و تواں
کر گئی گھر یہ تری نرگس جادو دلمیں

تیر کی طرح سے چلتی ہیں نگاہیں دلبر
تیغ کی طرح اوتر جاتے ہیں ابرو دلمیں

پہلوے غیر میں بیٹھے وہ نظر آتے ہیں
سوچتا ہوں جو کوئی وصل کا پہلو دلمیں

کیا کہوں گذرے ہیں دن رات مجھے سولی پر
جب سمایا ہے کسیکا قد دلجو دلمیں

روح قالب میں ہے یا غنچے میں ہے بو پنہاں
بند شیشے میں پری ہے کہ پریرو دلمیں

نوک پیکاں جو ادھر ہے لب سوفار ادھر
تیر سفاک ہوا خوب ترازو دلمیں

اب وہ آتے ہیں نکلنے کے لیے ہو تیار
آرزو بیٹھ رہی چھپ کے کہاں تو دلمیں

خلش و حسرت و بیتابی و آزار و الم
حب سب ایک طرف حب سو دلیں

شیوۂ راستی ایسا ہے دکن میں اے داغ
بل نہیں رکھتے مسلمان سے ہندو دل میں

اوڑائی خاک تری جستجو میں ہر کہیں برسوں
پھری ہے آسماں بنکر سر پر زمیں برسوں

کسی کوچے میں جب ہم اچھی صورت دیکھ لیتے ہیں
لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ زمیں برسوں

نہ آنکھوں کا اجارہ ہے نہ دل کا زور ہے ان پر
وہ خود مختار ہیں ٹھہریں کہیں دم بھر کہیں برسوں

ہوا ہے جان کا خواہاں کوئی اب رہ نہیں سکتی
رہے تیری امانت کے الٰہی ہم امیں برسوں

کسی خورشید رو کے پاؤں پر رکھا تھا سر اک دن
مثال ماہ چمکی ساتھ قسمت کے جبیں برسوں

تہ شمشیر قاتل اس خوشی سے جان دی ہمنے
لب دشمن سے بھی نکلی صدائے آفریں برسوں

یہیں رہنا یہیں سہنا یہیں مرنا یہیں بھرنا
یہی در ہے یہی سر ہے گذارینگے یہیں برسوں

نہیں تھا تو بھی تھا وہ بیوفا آغوش دشمن میں
کہ میری بدگمانی نے اسے رکھا وہیں برسوں

کسی نازک بدن کی ایکدن خوشبو جو سونگھی تھی
اسی حسرت میں سونگھا ہمنے عطر نازنیں برسوں

مرے آنسو مکدر کیوں نہ نکلیں دیدۂ تر سے
کہ آنکھوں میں بھری ہے اسکے کوچہ کی زمیں برسوں

تڑپتے جسنے دیکھا اس دل بیتاب کو دم بھر
رہا ہے ہول دل میں مبتلا وہ ہمنشیں برسوں

صفائی اسکو کہتے ہیں اسی پر ناز ہے تمکو
کدورت بیٹھ کر دل سے نکلتی ہی نہیں برسوں

خدا کی شان اب تم داغ کی صورت سے جلتے ہو
وہی دلسوز ہے جو رہ چکا ہے دلنشیں برسوں

ہمنے چاہا جو تمہیں اسکا گنہگار تو ہوں
مگر اتنا بھی سمجھ لو کہ وفادار تو ہوں

عمر بھر اپنے مجکو کبھی اچھا نہ کہا
خیر اچھا نہ سہی آپکا بیمار تو ہوں

داغ مرنے نہیں دیتا مجھے رشک اغیار
ورنہ مرجاؤں ابھی جان سے بیزار تو ہوں

الٰہی کیوں نہیں اوٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے
ہمارے سامنے پہلو میں وہ دشمن کے بیٹھے ہیں

نگاہ شوخ و چشم شوق میں در پردہ چھنتی ہے
کہ وہ چلمن میں ہیں نزدیک ہم چلمن کے بیٹھے ہیں

یہ اوٹھنا بیٹھنا محفل میں اون کا رنگ لائے گا

قیامت بنکے اوٹھے بھبوکا بنکے بیٹھے ہیں
کسی کی شامت آئیگی کسی کی جان جائے گی
کسی کی تاک میں وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

مجھے دلکی ایذا سے راحت نہیں
برائی مصیبت سے فرصت نہیں

یہ دل ہے یہ حسرت یہ ارمان ہے
مریجان حاضر ہیں حجت نہیں

دیا نامہ بر نے یہ آکر جواب
اونھیں بات کرنیکی فرصت نہیں

دیا دل نے مایوس ہو کر جواب
نہیں داغ اب کوئی حسرت نہیں

تمام رات وہ جاگیں وہ سوئیں سارے دن
خبر ہے کیا اونھیں کیونکر کٹے ہمارے دن

خدا بچائے قیامت کے ہیں تمہارے دن
یہ پیاری پیاری جوانی یہ پیارے پیارے دن

تمہاری طرح بھی ہوگا نکوئی ہرجائی
تمام رات کہیں ہو کہیں ہو سارے دن

ہمیشہ تمکو مبارک ہو داغ روز نشاط
پھریں ہمارے بھی جیسے پھرے تمہارے دن

درد دل کا کوئی پہلو جو نکالوں تو کہوں
اپنے روٹھے ہوئے دلبر کو مناؤں تو کہوں

جو مرے دل میں ہے کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے
گدگداؤں تو کہوں پاؤں دباؤں تو کہوں

میں ہوں بیتاب بدست فسانہ ہے دراز
دلکو تھاموں تو کہوں اُنکو سنبھالوں تو کہوں

داغ پابند قفس ہوں نہیں کچھ کر سکتا
دام صیاد سے میں چھوٹ کے جاؤں تو کہوں

قیامت کی تجلی ہے تمہارے روئے روشن میں
مجھے ڈر ہے کہ دیکھو آگ لگجائے نہ چلمن میں

کسی کے خوف سے جی کھولکر رویا نہیں جاتا
کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں

مزا جب ہے کہ اس انداز سے ہوں پیار کی باتیں
ہمارا ہاتھ سینے پر تمہارا ہاتھ گردن میں

غضب ہے داغ یہ دن رات یہ برسات یوں گذرے
کہاں وہ رشک گل جھولا جھولائیں جسکو ساون میں

صاف کب امتحان سے لیتے ہیں
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہیں

ضد ہر اک بات میں نہیں اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہیں

داغ بھی ہے عجیب سحر بیان
بات جس کی وہ مان لیتے ہیں

تمکین تری شوخی میں تو شوخی ہو حیا میں
غمزہ ترے انداز میں انداز ادا میں

اتنا او نہیں تو نظر بد سے بچانا
بن ٹھن کے وہ بیٹھے ہیں مرے اہل عزا میں

اس دام سے چھٹنا کوئی آسان ہے ظالم
تو دل میں ہے دل زلف میں ہے زلف بلا میں

نکلے اوس بت مہوش کے بہت چاہنے والے
انگشت نما داغ ہوا ساری صبا میں

کہاں وہ گئے عیش و عشرت کے دن
مصیبت کی راتیں ہیں آفت کے دن

وہ راتیں وہ باتیں وہ گھاتیں غضب
جوانی میں تھے کس شرارت کے دن

خبر دار اے دل خبر دار ہو
نہیں اب نہیں تیری غفلت کے دن

یہ ہے داغ کی عرض یا مصطفیٰ
نہ محروم ہوں میں شفاعت کے دن

دل نے سیکھا شکوۂ بیگانگی
ایسے نا محرم کو محرم کیا کریں

معرکہ ہے آج حسن و عشق میں
دیکھئے وہ کیا کریں ہم کیا کریں

کہتے ہیں اہل سفارش مجھسے داغ
تیری ہے قسمت بری ہم کیا کریں

میں کہاں اور بزم خواب کہاں
لائی اے ہستیٔ خراب کہاں

اونسے کہدی ہے آرزو دل کی
اب مری بات کا جواب کہاں

بات کرنی جسے نہ آتی ہو
بات سننے کی اوسکو تاب کہاں

کعبہ و دیر میں جو داغ نہیں
پھرے یہ خانماں خراب کہاں

بات میری کبھی سنی ہی نہیں
جانتے وہ بری بھلی ہی نہیں

دل لگی اونکی دل لگی ہی نہیں
رنج بھی ہے فقط ہنسی ہی نہیں

لطف مے تجھسے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تونے پی ہی نہیں

اوڑ گئی یوں وفا زمانے سے
کبھی گویا کسی میں تھی ہی نہیں

ہم تری آرزو پہ جیتے ہیں
یہ نہیں ہے تو زندگی ہی نہیں

داغ کیوں تمکو بیوفا کہتا
وہ شکایت کا آدمی ہی نہیں

حال دل تجھسے دل آزار کہوں یا نکہوں
خوف ہی مانع اظہار کہوں یا نکہوں

نہیں چھپتی نہیں چھپتی نہیں یہ چھپتی الفت
سب کہے دیتے ہیں آثار کہوں یا نکہوں

داغ ہے نام مرا برق طبیعت ہے مری
گرم اس طرح کے اشعار کہوں یا نکہوں

کبھی فلک کو پڑا دل جلونسے کام نہیں
اگر نہ آگ لگادوں تو داغ نام نہیں

وہ کاش وصل کے انکار پر ہی قایم ہوں
مگر اونھیں تو کسی بات پر قیام نہیں

الہی تونے حسینوں کو کیوں کیا پیدا
کچھ اونکی ذات سے دنیا کا انتظام نہیں

سنائے جاتے ہیں در پردہ گالیاں مجکو
جو میں کہوں تو کہیں آپ سے کلام نہیں

دباؤ کیا ہے سنے وہ جو آپ کی باتیں
رئیس زادہ ہے داغ آپ کا غلام نہیں

نظر چرا کے وہ یوں ہر بشر کو دیکھتے ہیں
کسیکو یہ نہیں ثابت کدھر کو دیکھتے ہیں

بنے ہوئے ہیں وہ محفل میں صورت تصویر
ہر ایک کو یہ گمان ہے ادھر کو دیکھتے ہیں

حیا کو دیکھئے آئینہ سے بھی پردہ ہے
وہ اپنے ہاتھ ہی پہلے سحر کو دیکھتے ہیں

خدا کرے سر محشر وہ بت ہو بے پردہ
کہ ہم بھی دیکھتے ہیں سب کدھر کو دیکھتے ہیں

کسی سے کچھ نہیں مطلب کہ دیکھنے والے
تمھاری آنکھ تمھاری نظر کو دیکھتے ہیں

زلفیں رخسار پر نہ آئیں کیوں
اونکے پیچھے پڑیں بلائیں کیوں

مے اگر تیز ہے تو اے ساقی
آگ پانی میں ہم لگائیں کیوں

جان پر کیا بنی کہو تو سہی
داغ پر درد ہیں صدائیں کیوں

فغانیں آہیں فریادیں شیون ہیں نالے ہیں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے ہیں

خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبوں سے
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں

یہ کیسا رنج ہے یارب ٹپکتی ہو خوشی جس سے
کہ نغمے کی ہو کیفیت مرے دشمن کے نالے میں

نگاہِ شوخ ہے حلقے میں چشم شرم آگیں کے
تماشا ہو کہ بجلی کوندتی ہے آج ہالے میں

ملے مجھسے تو فرمایا تمھیں کو داغ کہتے ہیں
تمھیں ہو ماہِ مل میں تمھیں رہتے ہو ہالے میں

ہم سے جب وعدہ کیا تھا وہ بہت کمسن تھے
دیکھئے قابل انکار ہوئے ہیں کہ نہیں

وعدۂ مہر و وفا یہ تو ہے معمولی بات
ہمسے کچھ اور بھی اقرار ہوئے ہیں کہ نہیں

داغ اس فکر میں دن رات گھلا جاتا ہے
مجھسے راضی مرے سرکار ہوئے ہیں کہ نہیں

کہاں ہو دخت رز اے محتسب ہم بادہ خواروں میں
ترے ڈر سے وہ کافر جا چھپے پرہیزگاروں میں

دکھا دینگے صفِ محشر میں ہم کتنے نکلتے ہیں
جو پوچھا اسنے کوئی ہی مرے امیدواروں میں

پڑیں جو تیری اگر دکھنی وہ ٹوٹیں ہاتھ اے ظالم
کہ بوئے غیر آتی ہی مجھے پھولوں کے ہاروں میں

وہ اترا کر چلے ہیں سیکڑوں سے حضرت زاہد
بڑے مرشد ہیں ہاتھوں ہاتھ لاناؤ انکو یاروں میں

پڑا رویا کرے وہ داغ مجلس اسطرح تنہا
کہ جسکی راتدن ہنس بولکر گذری ہو یاروں میں

آپنے گھر سے نکالا ہمیں ہم جاتے ہیں
پھر نہ آئینگے کبھی کھا کے قسم جاتے ہیں

یوں تو دم بھر نہیں آتا انھیں شوخی سے قرار
جب تصور میں وہ آتے ہیں تو تھم جاتے ہیں

دل کا کیا حال کہوں صبح کو جب اس بت نے
لیکے انگڑائی کہا ناز سے ہم جاتے ہیں

حضرت داغ یہ ہے کوچہ قاتل اوٹھئے
جس جگہ بیٹھتے ہیں آپ تو جم جاتے ہیں

دنیا میں وضعدار حسیں اور بھی تو ہیں
معشوق اک نہیں تو نہیں اور بھی تو ہیں

اے آہ اک فلک کو جلایا تو کیا کیا
ایسے ہزار بر سر کیں اور بھی تو ہیں

تم خواب میں بھی آئے منھ کو چھپا لیا
دیکھو جہان میں پردہ نشیں اور بھی تو ہیں

یہ رنج یہ الم ہو تو کیونکر ہو زندگی
عاشق جہان میں داغ حزیں اور بھی تو ہیں

ایک تو نہیں

دم نہیں دل نہیں دماغ نہیں
کوئی دیکھے تو اب وہ داغ نہیں

گو قناعت نہیں ہر انسان کو
کبھی حاصل اسے فراغ نہیں

تھی زمانہ میں روشنی جس کی
ہائے اوس گھر میں اب چراغ نہیں

داغ کو کیوں مٹائے دیتے ہو
دل سے ہو دور یہ وہ داغ نہیں

صبح تک اونکو دعا شب غم دیتے ہیں
جسکو تم دے نہیں سکتے اوسے ہم دیتے ہیں

حسب خواہش وہ کہاں رنج و الم دیتے ہیں
مانگنے والے کو آزار بھی کم دیتے ہیں

خاک دیتے ہیں جو یوں اہل کرم دیتے ہیں
سو بتاتے ہیں اگر ایک درم دیتے ہیں

وعدہ کرنیکو وہ تیار تھے سچے دل سے
میں نے کمبخت یہ جانا مجھے دم دیتے ہیں

کس نے خوشبو سے بسایا ہے کفن کو میرے
کہ دعائیں مجھے سب اہل عدم دیتے ہیں

وہ جو ارشاد کریں یاد رہے یا نہ رہے
نامہ بر ہم تجھے قرطاس و قلم دیتے ہیں

مجھسے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکھا تو نے
دیکھو یوں جلتے ہیں اس طرح سے دم دیتے ہیں

خاکساران محبت کا یہی تو ہے علاج
گھول کر اونکو ترا نقش قدم دیتے ہیں

سادگی ہے کہ شرارت ہے جو ہر بات پہ وہ
میرے دشمن کو مرے سر کی قسم دیتے ہیں

عہد لیتے ہو کہ پھر بوسہ نہ لینا دیکھو
دینے والے بھی کہیں لیکے قسم دیتے ہیں

طعنۂ الفت دشمن یہ کہا ظالم نے
ایک سے لیتے ہیں دل ایک کو غم دیتے ہیں

مدعا یہ ہے تڑپتا ہی سسکتا ہی رہے
گھول کر آب بقا میں مجھے سم دیتے ہیں

دلشکن اُنسے زیادہ کوئی لکھے کا جواب
کس لیے ہاتھ میں دشمن کے قلم دیتے ہیں

تو وفا کرتی جو اے عمر رواں کیا ہوتا
بیوفائی پہ ترے سیکڑوں دم دیتے ہیں

رنج دینے کا عبث داغ ہے شکوہ اونسے
جسکو دیتا ہے خدا اوسکو صنم دیتے ہیں

وہ مست ناز ہو کہ کسی کی خبر نہیں
اپنے بھی حال پر کبھی اتنی نظر نہیں

آتا ہے مجکو یاد سوال وصال پر
کہنا کسی کا ہائے وہ منہ پھیر کر نہیں

اے داغ کب چھپانے سے چھپتا ہے آفتاب
شہرہ کہاں نہیں ہے تمہارا کدھر نہیں

چھپایا ہے ترے تیر دلکو تیری ہی نگاہوں نے
ہزاروں بار سینے میں ہزاروں بار پہلو میں

کلیجا پیستا ہے دل مسلتا ہے کوئی میرا
کہاں سے آگئی ظالم تری رفتار پہلو میں

یہ نقشہ ہو گیا ہے داغ اب تو اونکی محفل کا
کہ ہر دم آئینہ ہے سامنے اغیار پہلو میں

ہو لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانیں
مانگتا ہوں جو دعا وصل کی اُنکے آگے

ابھی موسم ہی نہیں دل ہی نہیں سن ہی نہیں
چیکے چیکے وہ کیے جاتے ہیں ممکن ہی نہیں

آپ اے حضرت ناصح کوئی تدبیر کریں
آپ سا کوئی مرا مشفق و محسن ہی نہیں

گالیاں دیکر بھڑک جاتے ہیں آپ
شور یارب سے وہ کافر ڈر گیا
کوئے جاناں کی زمیں ہے فتنہ خیز

کیا مزا ہے تلخئی دشنام میں
ہے اثر بیشک خدا کے نام میں
آسماں ہے مفت کے الزام میں

داغ زاہد سے کہو کھینچتی ہے سے
ہو شریک اس کار نیک انجام میں

فلک دیتا ہے جن کو عیش اون کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

گلے شکوے کہانتک ہونگے آدہی رات تو گذری
پریشاں تم بھی ہوتے ہو پریشاں ہم بھی ہوتے ہیں

وہ آنکھیں سامری فن ہیں وہ عیسی نفس دیکھو
مجھی پر سحر ہوتے ہیں مجھی پر دم بھی ہوتے ہیں

طبیعت کی کجی ہرگز مٹائے سے نہیں مٹتی
کبھی سیدھے تمھارے گیسو پرخم بھی ہوتے ہیں

کسی کا وعدۂ دیدار تو اے داغ برحق ہے
مگر یہ دیکھئے دل شاد اوسدن ہم بھی ہوتے ہیں

خدا سے گفتگو ہے اور میں ہوں
کل اسے بے مہر تو ہے اور میں ہوں

اودھر محفل میں ہیں پروانہ و شمع
ایدہر وہ شمع رو ہے اور میں ہوں

ملینگے کل کہ وہ مجھیں سے گے سب تجھسے
کہاں ہے داغ تو ہے اور میں ہوں

روح کو چین ہجوم غم دلبر میں نہیں
صاحب خانہ کو آرام بھرے گھر میں نہیں

مجکو امید ہے مشکل مری آساں ہوگی
جو رکاوٹ ترے دل میں ہے وہ خنجر میں نہیں

کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
یہ وہ گردش ہے جو میرے بھی مقدر میں نہیں

آپ کے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہے
کہ گھڑی بھر میں اگر ہے تو گھڑی بھر میں نہیں

دل کے ٹکڑے وہ نکالے مزا حلق کی برش میں نہیں
نگہ ناز کی تیزی دم خنجر میں نہیں

غیر کے عیش سے جلتا ہے عبث اے داغ
اوسکی تقدیر میں ہے تیرے مقدر میں نہیں

عشق خانہ خراب کے ہاتھوں
در بدر شہر یار پھرتے ہیں

میکدے میں عجب تماشا ہے
چار بیٹھے ہیں چار پھرتے ہیں

حشر میں اینڈتے ہوئے یارب
کس کے تقصیر وار پھرتے ہیں

صدقے ہوتے ہیں شمع و اُسپر
گرد پروانہ وار پھرتے ہیں

ہائے انکا خرام مستانہ
بیکے جب بادہ خوار پھرتے ہیں

داغ کا ذکر سنکے وہ بولے
ایسے ایسے ہزار پھرتے ہیں

مجھسے چُراتے ہو دیکھکر آنکھیں
کر چلیں میرے دل میں گھر آنکھیں

یہ نرالا ہے بات کا انداز
بات کرتے ہو ڈھانک کر آنکھیں

داغ آنکھیں نکالتے ہیں وہ

اون کو دیدیں نکال کر آنکھیں

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہیں
کہ جو موت کو زندگی جانتے ہیں

شب وصل لیں اونکی اتنی بلائیں
کہ ہمدم مرے ہاتھ ہی جانتے ہیں

نہو دلکو کیا لطف آزار و راحت
برابر خوشی ناخوشی جانتے ہیں

کہوں حال دل تو کہیں اس سے حاصل
سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہیں

نہیں جانتے اس کا انجام کیا ہے
وہ مرنا مرا دل لگی جانتے ہیں

سمجھتا ہے تو داغ کو رند زاہد
مگر رند اوس کو ولی جانتے ہیں

چاک ہو پردۂ وحشت مجھے منظور نہیں
ورنہ یہ ہاتھ گریبان سے کچھ دور نہیں

وصل سے یاس ہو ایسا دل مہجور نہیں
بت اگر دور ہے مجھسے تو خدا دور نہیں

سجدے کرنے سے مٹا خط جبیں اے زاہد
ہم کہے دیتے ہیں قسمت میں ترے حور نہیں

اب تک آئی تھی شکایت کہ محبت نے کہا
دیکھ پچھتائیگا خاموش یہ دستور نہیں

راتدن نامہ و پیغام کہاں تک ہونگے
صاف کہدیجئے ملنا ہمیں منظور نہیں

تیشے دی کوہکن و قیس سے مجکو نسبت
کوئی دیوانہ نہیں ہے کوئی مزدور نہیں

کیا کرے داغ کوئی اوسکی محبت کا علاج
وہ کلیجا ہی نہیں جسمیں یہ ناسور نہیں

گلے ملا ہے وہ مست شباب برسوں میں
ہوا ہے دلکو سرور شراب برسوں میں

خدا کرے کہ مزہ انتظار کا نہ مٹے
مرے سوال کا وہ دیں جواب برسوں میں

شب وصال اوسے کیوں نہ شرم آجائے
جب آئینہ سے بھی ٹوٹے حجاب برسوں میں

ہمارے بعد کچھ ایسا ہوا مزاج اون کا
کہ لطف روز ہے ہمپر عتاب برسوں میں

نکیوں ہو ناز مجھے اپنے دلبر اے ظالم
کیا ہے تونے جسے انتخاب برسوں میں

وہ بوئے داغ کی صورت کو ہم ترستے ہیں
ملا ہے آج یہ خانہ خراب برسوں میں

کوئی اب تجھسے آرزو ہی نہیں — اب جو دیکھا تجھے وہ تو ہی نہیں
ناصحوں سے کلام کون کرے — اپنی ایسوں سے گفتگو ہی نہیں
اسقدر ناز ہے تمھیں گویا — کوئی دنیا میں خوبرو ہی نہیں
جو ترے لطف سے نکل جائے — وہ مرے دل کی آرزو ہی نہیں
ہے وہ صورت پرست بھی دیکھو — فقط آئینہ عیب جو ہی نہیں
روکش اُسکا ہو کیا گل فردوس — وہ نزاکت وہ رنگ و بو ہی نہیں

عشق میں وضع کیا رہے اے داغ
کہ مجھے پاس آبرو ہی نہیں

اسیر دام بلا اور کون ہے میں ہوں — شکار تیر جفا اور کون ہے میں ہوں
شہید زیر حیا اور کون ہے میں ہوں — قتیل تیغ ادا اور کون ہے میں ہوں

حجاب مجھسے حیا مجھسے عار ہے مجھسے
اس انجمن میں نیا اور کون ہے میں ہوں

ردیف واو

عاشق کے دل میں اور تری آرزو نہو — اس باغ کا تو پھل ہو پھر اسمیں بو نہو
کھٹکا ہوا ہوں خار تمنا سے اس قدر — ڈرتا ہوں یاس سے بھی کہیں آرزو نہو
لے تو چلا ہے ناصح ناداں پیام وصل — میں شرط باندھتا ہوں کہ جو آبرو نہو
اسے درد عشق خانۂ دل گھر ترا سہی — آباد یہ مکان تو جب ہو کہ تو نہو
اس فکر میں کچھ اُنسے نہ ہم بات کرسکے — یہ گفتگو نہو کہیں وہ گفتگو نہو

اک تیری دوستی سے ہوئی سب میں دشمنی
اگر یہ نہو تو کوئی کسی کا عدو نہو

کیا رشک ہے کہ طالب ہجراں ہوں اسلیے
جو مجکو ہے رقیب کو وہ آرزو نہو

مجکو جناب شیخ کی دعوت ضرور ہے
ایسی کہیں شراب ملے جس میں بو نہو

مٹی کی مورت اس سے تو اے داغ خوب ہے
معشوق کیا جو شوخ نہو خوش گلو نہ ہو

ممکن نہیں کہ تیری محبت کی بو نہ ہو
کافر اگر ہزار برس دل میں تو نہو

دل کو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سونگھئے
ممکن نہیں کہ خون تمنا کی بو نہو

اے داغ آکے پھر گئے وہ اسکو کیا کریں
پوری جو نامراد تری آرزو نہ ہو

دوست اسد نکو جو تجھسے ستم ایجاد نہ ہو
میں تو مرجاؤں اگر لذت بیداد نہ ہو

زلف وہ دام کہ جس دام سے آزاد نہ ہو
آنکھ وہ چور کہ جس چور کی فریاد نہ ہو

بات کا زخم ہے تلوار کے زخموں سے سوا
کیجئے قتل مگر منھ سے کچھ ارشاد نہ ہو

ہائے وہ دل وہ کلیجہ میں کہاں سے لاؤں
وصل میں شاد نہ ہو ہجر میں ناشاد نہ ہو

جور کے بعد ہے اب حرف تسلی کیسا
اوس سے فرمائیے جسکو وہ گھڑی یاد نہ ہو

دیکھا اے شام غریبی وہ مسافر میں ہوں
جس کا گھر بار نہو جسکو وطن یاد نہ ہو

مجکو آرایش زینت ہی رہے آٹھ پہر
تجکو اللہ کرے فرصت بیداد نہ ہو

آدمی وہ ہے جو چتون کا اشارا سمجھے
مجکو معلوم ہوا منھ سے کچھ ارشاد نہ ہو

ہے مرے دلکی تباہی پہ تعجب کیا خوب
آپ برباد کریں جسکو وہ برباد نہ ہو

کوستے ہیں وہ الٰہی کہ دعا دیتے ہیں
داغ کو دیکھ کے کہتے ہیں وہ ناشاد نہ ہو

تمکو چاہا تو خطا کیا ہے بتا دو مجکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجکو

کون ہوتا ہے کڑی بات کا سہنے والا
گالیاں تمکو سکھا دیں یہ دعا دو مجکو

دل مرا ہاتھ میں لیتے ہی الگ پھینکدیا
ہاں ایسا یہ نہیں لاؤ اوٹھا دو مجکو

غیر کو دست حنائی نہ دکھاؤ دیکھو
گر لگانی ہے تو نہیں آگ لگا دو مجکو

وہ جو سوئے بھی شب وعدہ یہ کہکر سوئے
جب وہ آئے تو اسیوقت جگا دو مجکو

اب خدا چاہے تو میں تمکو نچاہوں ہرگز
پھر یہ تقصیر ہو مجھسے تو سزا دو مجکو

بیمروت دل بیتاب سے ہو جاتا ہے
شیوۂ خاص تم اپنا ہی سکھا دو مجکو

تم بھی راضی ہو تمہاری بھی خوشی ہے کہ نہیں
جیتے جی داغ یہ کہتا ہے مٹا دو مجکو

کیوں میری آہ سرد اونھیں ناگوار ہو
یہ وہ ہوا نہیں جو کلیجے کے پار ہو

یوں میرے ساتھ دفن دل بیقرار ہو
چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو

آسودگان خاک سے قاتل کو لاگ ہے
اے سونیوالے جاگ اوٹھو ہوشیار ہو

ایسے کو تو خدا کی قسم چھوڑنا ہے کفر
تجھسا حسین ہو اور نہ دل بیقرار ہو

کرتا ہوں اس سے شکوہ فرقت یہ ہے لحاظ
تصویر یار بھی نہ کہیں شرمسار ہو

چھپکی جو آنکھ ہجر کی شب آئی یہ ندا
اے ننگ عشق مر نہ گیا ہوشیار ہو

یہ داغ پارسائی کی شہرت ہے اندنوں
لاکھوں میں ہو نہو وہی پرہیزگار ہو

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو
دو دن میں یہ مزاج ہے آگے کو خیر ہو

چاہیں اگر وہ کافر و دیندار میں سلوک
بتخانہ میں ہو کعبہ تو کعبے میں دیر ہو

کیسا وصال کس کی تسلی کہاں کا لطف
کچھ ہو نہو بلا سے مرے دل کی خیر ہو

دلی میں پھول والوں کا میلہ پھر آئے داغ
بن ٹھن کے آئے وہ تو قیامت کی سیر ہو

معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو — کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو
نکلے جدھر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا — اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو
عاشق کی ایک جان پہ گذرے تو لطف کیا — دل کو کبھی سکون ہو کبھی اضطراب ہو

در پردہ تم جلاؤ جلاؤں نہیں چہ خوش
میرا بھی نام داغ ہے گر تم جواب ہو

آئینہ اپنی نظر سے جدا ہونے دو — کوئی دم اور بھی آپس میں ذرا ہونے دو
کم نگاہی میں اشارہ ہو اشارے میں حیا — یا نہ ہونے دو مجھے چین سے یا ہونے دو
ہاتھ باندھے ہوئے اغیار کے ساتھ آوگے — ہم دکھا دینگے مزا روز جزا ہونے دو
آنکھ ملتے ہی کہوں خاک حقیقت دلکی — دیکھکر جلوہ مرے ہوش بجا ہونے دو
میری آنکھوں پہ مرے منھ پہ نہ تم رکھو ہاتھ — حرف مطلب کسی صورت سے ادا ہونے دو

جب سنا داغ کوئی دم میں فنا ہوتا ہے
اوس ستمگر نے اشارے سے کہا ہونے دو

کہتے ہیں جسکو حور وہ انسان تمھیں تو ہو — جاتی ہے جسپہ جان مری جان تمھیں تو ہو
آتا ہے بعد ظلم تمھیں کو تو رحم بھی — اپنے کئے سے دلمیں پشیمان تمھیں تو ہو
پچھتاؤگے بہت مرے دلکو اوجاڑ کر — اس گھر میں اور کون ہے مہمان تمھیں تو ہو
اک روز رنگ لائینگی یہ مہربانیاں — ہم جانتے تھے جانکے خواہاں تمھیں تو ہو
دلدار و دلفریب و دل آزار و دلستاں — لاکھوں میں ہم کہینگے کہ ہاں ہاں تمھیں تو ہو

کرتے ہو داغ دور سے بتخانے کو سلام
اپنی طرح کے ایک مسلماں تمھیں تو ہو

ہے تاک میں وزدیدہ نظر دیکھئے کیا ہو — پھر دیکھ لیا اُسنے ادہر دیکھئے کیا ہو
ٹوٹی تو لگیں اوسکی نگاہوں سے نگاہیں — اس جنگ کا انجام مگر دیکھئے کیا ہو

میں وصل میں بیتاب جو ہوں آخر شب سے — دل اونکا دھڑکتا ہی سحر دیکھئے کیا ہو

اے داغ اونھیں بھی تو ہی دشمن ہی کا دھڑکا
ہے دونو طرف ایک ہی ڈر دیکھئے کیا ہو

نکلی فلک سے کب کسی مائل کی آرزو — پھر اوسپہ آرزو بھی مرے دل کی آرزو
حوروں سے کیا غرض تھی عبث بدگمان ہو — جنت میں لیگئی تری محفل کی آرزو
دل ہر طرف رہا نگراں بحر عشق میں — اس ڈوبتے کو رہگئی ساحل کی آرزو

رتبہ کمال عشق کا حاصل نہیں ہوا
اب داغ کو ہے مرشد کامل کی آرزو

سیکڑوں نکو قتل لاکھوں کو کیا ہی پائمال — یہ نکالے میریجان تمنے نرالے ہاتھ پانو
ذبح کرتے ہیں یہی پائمال کرتے ہیں یہی — پھر بچائے رکھتے ہیں یہ حسن والے ہاتھ پانو

کردیا ہے چور ہمکو نشہ الفت نے داغ
اب بھلا کوئی سنبھلتے ہیں سنبھالے ہاتھ پانو

سچ ہے تری ہے آرزو مجھ کو — کہیں جینے دے یوں ہی تو مجکو
بندۂ نو خریدہ ہوں ہردم — رکھئے آنکھوں کے روبرو مجکو
حشر میں کیا کہونگا جب وہ کہیں — کیا نہیں جانتا ہے تو مجھ کو

داغ یکسو ہو خوشی نہیں
نا امید انہ آر

مجکو ملا یہ شکوۂ دشنام پر جواب
آفت کی تاک جھانک قیامت کی شوخیا

اے داغ عد
انسان

دکھا نا گر تمھیں مد نظر ہے روئے روشن کو
ستم ترے جو دیکھے جل گئے معشوق سے عاشق

لگا یا کیوں ہے پردہ تم لگاؤ آگ چلمن کو
بجھاتے ہیں پر پروانہ میری شمع مدفن کو

اجل کے ہاتھ سے اے داغ بچنے کا نہیں کوئی
نہ چھوڑا دوست کو اسنے نہ چھوڑیگی یہ دشمن کو

پوشیدہ جب ہو راز کہ منھ میں زباں نہو
ہم بات بھی کریں تو بغیر از فغاں نہو

رکھنا ہماری خاک سے بچکر راہ اے صبا
مرقد میں بند سوز جگر کا دھواں نہو

مارا نگاہِ ناز سے پہلے جگر پہ تیر
پھر اوسپہ حکم یہ ہے کہ لب پر فغاں نہو

تمکو مزا نہ دیگی کبھی داستانِ عشق
جبتک ہمارے منھ سے یہ قصہ بیاں نہو

کہتے ہیں لوگ زیر زمیں جسکو آسماں
وہ کشتگانِ آتشِ غم کا دھواں نہو

رکھتے ہیں کیا چھپائے غم یار دلمیں ہم
ڈر ہے کہ یہ نصیب دلِ دشمناں نہو

تہمت کسیکو ظلم کی اے داغ کیوں لگائیں
شکوہ بتوں سے کیا جو خدا مہرباں نہو

یہ سن سن کے مرنا پڑا ہر کسی کو
خدا دے تو دے اپنا غم ہر کسی کو
[illegible] لگا تنہا بہشتِ برین میں
کرتی

نہیں مرتے دیکھا کسی پر کسی کو
کرے پر نہ مائل کسی پر کسی کو
کہ بیجاؤ نگا دل کے اندر کسی کو
تڑپ جاؤ دیکھو جو مضطر کسی کو
وفا پر کسی کو دعا پر کسی کو
نہ دیکھا ہو گر زیر خنجر کسی کو
ھی تو زہر آب خنجر کسی کو
اتے نہیں بندہ پرور کسی کو

اری

کہ تم چاہتے ہو مقرر کسی کو

میرے پہلو سے وہ اٹھے غیر کی تعظیم کو
بندگی کو بندگی تسلیم کی تسلیم کو

اپنے دل کا حال ہے دم بھر میں کچھ دم بھر میں کچھ
آگ لگجائے الٰہی اس امید و بیم کو

جب یہیں اے داغ وحشت ہے تو آسائش کہاں
جائیے ہندوستاں سے کوئی اقلیم کو

وقت آخر پوچھتے ہو کیا ہماری آرزو
اشکباری ہے تمنا بیقراری آرزو

لطف حسن و عشق تو جب ہے کہ دے دل سے دل
کچھ ہماری آرزو ہو کچھ تمہاری آرزو

پھر مرے داغ کہن اے داغ تازہ ہو گئے
دل میں آئی صورت باد بہاری آرزو

پھر حسرت و ارمان و تمنا بھی نہ ہو نگے
اے یاس نکرے بے سر و ساماں مرے دلکو

یا اس بت گمراہ کو لا راہ وفا پر
یا پھیر دے اے گردش دوراں مرے دلکو

تاثیر دکھا جائے محبت تو عجب کیا
سینے سے لگا آج مری جاں مرے دلکو

ہے لطف تو یہ تجھکو ہو محشر میں بھی انکار
اور داغ کہے تو نے لیا ہاں مرے دلکو

برس پڑے وہ مجھے دیکھکر خدا کی پناہ
ہزار ناز ہر اک ناز میں ستم سو سو

کھلیں نہ ہمسے کبھی پیچ انکی باتوں کے
جو ایک بات کے پہلو بتائیں ہم سو سو

ابھی سے چرخ کی گردش کا داغ کیا شکوہ
ابھی تو لائے گا چلکر یہ پیر ستم سو سو

ہم تو مرتے ہیں ادا پر دلستاں ہو کوئی ہو
دوست دشمن مہرباں نامہرباں ہو کوئی ہو

سر میں ہو گر دشمن ہو پہلو میں ہو سینے میں ہو
تیغ ہو خنجر ہو پیکاں ہو سناں ہو کوئی ہو

غیر اچھا ہیں برا سہی ہو تم جھوٹے نہیں
آدمی کا آدمی راحت رساں ہو کوئی ہو

وہ نہو تو یاس ہو یہ تو نہو کوئی نہو
خانۂ دل میں اکی مہمان ہو کوئی ہو

بعد مجنوں داغ سے زیادہ ہے وحشت جنوں
اس غزالی کے لیے سب خانماں ہو کوئی ہو

کر لیا وعدہ اونھوں نے ہو گئی تدبیر وصل
اور اسپر بھی اگر تقدیر اولٹی ہو تو ہو

او ستمگر ہے دل نافہم امید کرم
بگڑنا ہی یہ ہے تقدیر اولٹی ہو تو ہو

سیدھی سیدھی ہم تو باتیں انکو لکھ بھیجیں گے داغ
وہ ان الٹی سمجھیں کیا گر تقدیر اولٹی ہو تو ہو

اے فلک چاہئے جی بھر کے نظارا ہمکو
جا کے آنا نہیں دنیا میں دوبارا ہمکو

کبھی ایسا نہ کیا یار نے اشارا ہمکو
کم نگاہی نے تری جان سے مارا ہمکو

آپ سے اب نہ بنے گا کوئی ہو دوا بنا
پھیر دیجئے دل بیتاب ہمارا ہمکو

بد مزاجی میں مزا کیا ہے مزا ہے اسمیں
کہ ہمارا ہو تمھیں پاس تمھارا ہمکو

بحر ہستی میں ہے کشتی تو فانی ہمسم
نہیں ملتا ہے کہیں داغ کنارا ہمکو

اضطراب [illegible] کیا ہو
شوخی ہو تو شوخی وہ حیا ہو تو حیا ہو

دعوی ہے مجھے دل پہ ہے زباں ہو یہ تمہیں ناز
یہ شرط ٹھہر جائے کہ جھوٹے کو سزا ہو

بیدرد چھپایا نہیں قاصد سے خط انکا
ایسا نہو کمبخت کی مٹھی میں قضا ہو

کیوں داغ کا نام آتے ہی نفرت ہوئی تمکو
اک شخص ہے وہ تم اسے سمجھے ہو کیا ہو

ہے جو کہا سیر ہو گل روز جزا ہو
فرماتے ہیں واں بھی کہیں بیٹھے ہوں تو کیا ہو

رنجش مری بڑھکر ہے تمھاری خفگی سے
میں جان سے بیزار ہوں تم مجھسے خفا ہو

چاہت کا مزہ بعد ہمارے نہ ملے گا
ہر شخص سے تم آپ کہو گے ہمیں چاہو

بدلوں نہ کبھی اور حسینوں کی وفا سے
وہ کینہ کبھی اچھا جو تری دل میں رہا ہو

اوس بت سے بگاڑی نہ بن آئیگی تمہیں داغ
کیا پیش چلے جس کا طرفدار خدا ہو

کیا نمود وعدہ عیاری تو دیکھو
دل آزاروں کی دلداری تو دیکھو

مرے دل کی وفاداری تو دیکھو
پھرا سپر اپنی عیاری تو دیکھو

بنالیں شرم آلودہ نگاہیں
تغافل میں یہ ہشیاری تو دیکھو

وہ کہتے ہیں مرے غم میں نہ مرتا
یہ مجبوری یہ لاچاری تو دیکھو

مٹا نقش وفا اُس بت کے دل سے
ہماری گریہ وزاری تو دیکھو

نہ عاشق کا نہ یہ معشوق کا دوست
فلک کی تم ستمگاری تو دیکھو

پھنسایا اُس بت بیگانہ وش کو
محبت کی گرفتاری تو دیکھو

غزل کیا خاک لکھیں حضرت داغ
ابھی بیمار سرکاری تو دیکھو

وہ آئے کسطرح یہ گیا کس طریق سے
ہیں میرے دل کے پانو نہ تیری نظر کے پانو

سینے سے اپنے ساتھ اٹھا کر یہ لے گئے
گویا تمہارے تیر تھے میرے جگر کے پانو

پہنچی ہر ایک آئین باب قبول تک
پھیلائے کیا دعا نے مرے ہاتھ مر کے پانو

اے داغ آدمی کی رسائی تو دیکھنا
سر پر دھرے ہیں عرش کے خیر البشر کے پانو

جو دل قابو میں ہو تو کوئی رسوائے جہاں کیوں ہو
خلش کیوں ہو تپش کیوں ہو قلق کیوں ہو فغاں کیوں ہو
غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھ سے مہرباں کیوں ہو

نئی تاکید سے ضبط محبت وہ کہتے ہیں
جگر ہو تو فغاں کیوں ہو دہن ہو تو زباں کیوں ہو
جگر سے کم نہیں اے چارہ گر داغ جگر مجکو
جو پیدا کی ہو مرمر کے وہ دولت رائیگاں کیوں ہو

تری زلفیں بھی ہیں صیاد آنکھیں بھی شکاری ہیں
تماشا دیکھنے کا ہے جو میرے دل پہ جھگڑا ہو
لڑیں گے آپ عوروں سے ملینگے آپ غیروں سے
مجھے ڈر ہے کہ جنت سے کوئی فتنہ نہ برپا ہو

ابھی نفرت ہے داغ سے وہ دن بھی آتے ہیں
خدا چاہے تو اُس کمبخت کو دیسے تمہیں چاہو

ہمارے دل میں بے کھٹکے محبت اپنی رہنے دو
امانت دار کا گھر ہے امانت اپنی رہنے دو
ڈرایا ہے سُنایا ہے یہ کہکر وصل میں اوس نے
بگڑ جائیں گے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو
بظاہر مہربانی ہے تو دل میں بدگمانی ہے
سلام ایسی عنایت کو عنایت اپنی رہنے دو
وہاں ہے بے نیازی داغ اس سے کیا غرض اوسکو
یہ طاعت اپنی رکھ چھوڑو عبادت اپنی رہنے دو

پہلے یہ شرط مصور سے وہ کر لیتے ہیں
بانکی صورت بھی کھچے ہاتھ میں شمشیر بھی ہو

کاش وہ محفل اغیار میں اے جذبۂ دل
میری تعظیم بھی دے مجھے بغلگیر بھی ہو

لڑ پڑے غیر سے کیا خیر ہے کیسا ہے مزاج

تم جو چپ چپ بھی ہو مضطر بھی ہو دلگیر بھی ہو

تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکھتے جاؤ
مری طرف بھی تو سرکار دیکھتے جاؤ

اوٹھاؤ آنکھ نہ شرماؤ یہ تو محفل ہے
غضب سے جانب اغیار دیکھتے جاؤ

کوئی نہ کوئی ہر اک شعر میں ہے بات ضرور
جناب داغ کے اشعار دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

طور بیطور ہوے دلکے خدا خیر کرے
بیطرح گھات میں ہے اُس بت عیار کی آنکھ

ہوتی جاتی ہے سوا بوسہ لب کی قیمت
دیکھتے جاتے ہیں وہ اپنے خریدار کی آنکھ

دل چرایا ہے وہ اب آنکھ ملائیں کیونکر
سامنے ہوتی ہے مشکل سے گنہگار کی آنکھ

کوئی پڑتی ہے نگہ سے تری الفت اے داغ
کوئی چھپتی ہے محبت کی نظر پیار کی آنکھ

کیوں کرتے ہو دنیا کی ہر اک بات سے توبہ
منظور تو ہے میری ملاقات سے توبہ

دنیا میں کوئی بات ہی اچھی نہیں زاہد
اس بات سے توبہ کبھی اُس بات سے توبہ

اُمید ہے تجکو یہ ندا آئے دم مرگ
مقبول ہوئی اوسکی عنایات سے توبہ

سکوہے تری یاد کی لذت جدا جدا
دلکی ہے دلکے ساتھ زبانکی زبانکے ساتھ

اقرار حشر اے دل مضطر غلط نہ جان
تھوڑا یقیں بھی چاہیے وہم و گمانکے ساتھ

اللہ کرے کہ بند نہو داغ کی زباں
تعریف آپکی ہے اوسی خوش بیاں کے ساتھ

حفظ تسلیم ادب خلق تواضع تعظیم
کتنی تکلیف ہوا ہے شوق ملاقات کے ساتھ

چار مل بیٹھے جہاں پھر وہی رنگ اور ترنگ — پھر عجب لطف ہے رندان خرابات کے ساتھ

وسعت نواب پھر یار فلک دو یا یار
داغ برسات نئی آئی ہے برسات کے ساتھ

کیا لطف وصل ہے جو وہ یارا نہ ہو نصیب — رونا جو اضطراب ہو گیا اس سے فائدہ
چھریوں سے کم نہیں ہیں نگاہیں تیر یار — کرشمہ جو یوں نقاب ہو گیا اس سے فائدہ
گر دل ملے تو آنکھ ملانے کا لطف ہے — کیوں شکوۂ حجاب ہو گیا اس سے فائدہ

ایسوں سے وہ نگاہ ملاتے نہیں کبھی
گر داغ آفتاب ہو گیا اس سے فائدہ

یارب نہیں دے عشق صنم اور زیادہ — کچھ تجھ سے نہیں مانگتے ہم اور زیادہ
دل لیکے نہ کچھ مانگ صنم اور زیادہ — مقدور نہیں ہے تری قسم اور زیادہ
یارب ہیں مرے ساتھ بہت حسرت و ارماں — ہو وسعت صحرائے عدم اور زیادہ
رہبر نے ترا کوچہ دکھا کر مجھے چھوڑا — آگے نہ بڑھا چار قدم اور زیادہ
پہنچا ہوں لب گور تو ہیں دست غم الفت — اب چھوڑ کہ مجھ میں نہیں دم اور زیادہ
دل بوسہ پہ ٹھہرا تھا جگر چھین لیا کیوں — کیا رفت میں لی ایک رقم اور زیادہ
وہ حال ہے میرا کہ عدو کہتے ہیں اکثر — کرتا نہ خبردار ستم اور زیادہ
خط انکا بہت خوب عبارت بہت اچھی — اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

صد شکر کہ نواب کے الطاف سے اے داغ
چند اہل سخن جمع ہیں کم اور زیادہ

رشک پری اوٹھیں جو کہا یہ ملا جواب — جب ہم پری ہیں کیا ہمیں آدم سے واسطہ

الفت میں دونوں لازم و ملزوم ہو گئے
غم کو غرض ہے دل سے اوسے غم سے واسطہ

نہیں ہوتی بندے سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

محبت میں سو لطف دیکھے ہیں لیکن
مزا دیتی ہے شکایت زیادہ

مریض محبت کی اچھی دوا کی
ادھر کل سے ہے آج غفلت زیادہ

وہ تشریف لاتے ہی بولے کہ رخصت
نہیں ہمکو ملنے کی فرصت زیادہ

الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے
محبت تو کم ہے عداوت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھیں
کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ

مری بندگی سے مرے جرم افزوں
ترے قہر سے ہے تری رحمت زیادہ

بہکتے نہ دیکھے تھے داغ ایسے گفتگو میں
بگڑتے گئے آج حضرت زیادہ

ردیف یائے تحتانی

جان دیدوں تجھے پر ڈرتا ہوں
کہ امانت میں خیانت ہوگی

اپنے مطلب کو تو سن لو مجھسے
پھر جتا لو کہ شکایت ہوگی

اب کسے مینا سے اٹھکر اسنے داغ
کہنے جائینگے جو وحشت ہوگی

اللہ اللہ رے پریشانی مری
زلف جاناں بھی ہے دیوانی مری

کیا ٹھکانا ہے مجھے نازک طبع کا
ہو چکی جنت سے مہمانی مری

آجکل ہے انکو تصویروں سے شوق
کیا کبھی دیکھی تھی حیرانی مری

روسیاہی کام آئی روز حشر
شکل زاہد نے نہ پہچانی مری

ہائے دل لیکر ترا ناز و غرور
وائے دل دیکر پشیمانی مری

تر ہوا دامن مے گلرنگ سے
رنگ لائی پاک دامانی مری

اس گرفتاری پہ اپنی میں نثار / تو وہ کرتے ہیں نگہبانی مری

آ گیا داغ اُن کے دل میں یہ غرور
شکل سے دنیا میں لاثانی مری

اللہ کو کیا جواب دوں گا / عادت ہے بتوں سے گفتگو کی
کچھ ضبط ہماری خاطر اے چشم / کچھ شرم ہماری آبرو کی

اس خانہ خراب دل میں اے داغ
مٹی ہے خراب آرزو کی

تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی / بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی
دل لیکے وہ اب جان طلب کرتے ہیں مجھسے / یہ ایسی دھری ہے کہ اٹھائی نہیں جاتی
گرتی تھی نشیمن پہ مرے کوند کے بجلی / صیاد کے گھر آگ لگائی نہیں جاتی
ہرچند ہے افشائے محبت میں خرابی / یاروں سے مگر آنکھ چرائی نہیں جاتی
یارب کوئی آفت تھا محبت کا پتنگا / وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی

اے داغ کہا حال دل اس دشمن جاں سے
نادان ترے دل کی صفائی نہیں جاتی

کتنا با وضع ہے خیال اوس کا / بیکسی میں بھی آئے جاتا ہے
دیکھنا رشک اوس کی محفل میں / ایک کو ایک کھائے جاتا ہے
نا امیدی مٹائے جاتی ہے / شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

اوسکا آنا تو درکنار اے داغ
دل ہی قابو سے جائے جاتا ہے

ہاتھ نکلے اپنے دونوں کام کے / دل کو تھاما اون کا دامن تھام کے
گھونٹ پیکر بادۂ گلفام کے / بوسے لے لیتا ہوں خالی جام کے

اس نزاکت کا برا ہو بزم سے
اوٹھتے ہیں وہ دست دشمن تھام کے

چشم مست یار کی اک دھوم ہے
آج کل ہیں دور دورے جام کے

جب قدم کعبے سے رکھا سوے دیر
تار اوبھے جامۂ احرام کے

آگیا ہے بھول کر خط اس طرف
وہ تو عاشق ہیں مرے ہمنام کے

کیا کسی درگاہ میں جانا ہے آج
صبح سے سامان ہیں حمام کے

دعوی عشق و وفا پر یہ کہا
سب بجا لیکن مرے کس کام کے

اب اوتر آئے ہیں وہ تعریف پر
ہم جو عادی ہو گئے دشنام کے

ہے گدائی میکدہ بھی کیسا حریص
بھر لئے جھولی میں ٹکڑے جام کے

خوگر بیداد کو راحت ہے موت
بھاگتا ہوں نام سے آرام کے

نالہ و فریاد کی طاقت کہاں
بات کرتا ہوں کلیجا تھام کے

داغ کے سب حرف لکھتے ہیں جدا
ٹکڑے کر ڈالے ہمارے نام کے

لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے
جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے

روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے
مے اوڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے

وعدۂ وصل کی تکرار نے ہمکو مارا
فیصلہ خوب ہوا بات کے بڑھ جانے سے

یہ بھی دشمن ہی کے حصے میں سہی اے تقدیر
کام کیا اوسکے تصور کو یہاں آنے سے

خوں بہا کی ہے عبث فکر مرے قتل کے بعد
اب دعا کیجئے کیا فائدہ گھبرانے سے

فکر ہے دوست کو احوال سناؤں کیونکر
ٹکڑے ہوتا ہے کلیجا مرے افسانے سے

گر پڑا ہوں نگہ مست سے چکر کھا کر
ساقیا پہلے اوٹھا تو مجھے پیمانے سے

ڈر ہے تاثیر نہ کر جائے کسی کی فریاد
کان بھر لیجئے پہلے مرے افسانے سے

کر دیا صاف الگ دل نے ہمیں الفت میں
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں بیگانے سے

ایک چلو میں بہت داغ بہک اُٹھتے ہیں
آج سنتے ہیں نکالے گئے میخانے سے

مرے جاتے ہیں تری بیوفائی دیکھنے والے
چراغ صبح ہیں شام جدائی دیکھنے والے

ید بیضا جو چمکا کر دکھائیں حضرت موسیٰ
نہ دیکھیں ہم ترے دست حنائی دیکھنے والے

سنیں کیوں لن ترانی طور پر کیوں جائیں کیا حاصل
کہ مستغنی ہیں سا تری خودنمائی دیکھنے والے

ہماری جان کی پروا ہے کسکو دیکھ اے قاتل
بہت ہیں ہاتھ کی تیرے صفائی دیکھنے والے

کہاں ہے اب ترا ثانی ذرا انصاف سے دیکھیں
مری آنکھوں سے تیری دلربائی دیکھنے والے

اس آئینہ کا جوہر اور ہی جلوہ دکھاتا ہے
ہرا دل دیکھ عارض کی صفائی دیکھنے والے

ہوا کیوں نبض میری دیکھکر اے چارہ گر سکتہ
غضب ہے کیا تجھے بھی موت آئی دیکھنے والے

بلائیں شاخ گل کی باغ میں جا جا کے لیتے ہیں
تصور میں تری نازک کلائی دیکھنے والے

ہوا سے اوڑ گئی ہوگی کہ ایسا ہو ہی جاتا ہے
بجا ہے تونے کب چلمن اوٹھائی دیکھنے والے

بھلائی سے تری ہمکو غرض ہے وہ عدو ہونگے
بُرائی سننے والے یا بُرائی دیکھنے والے

ترے تیر نگہ کی کیا دلو پنہر چوٹ پڑتی ہے
یکایک سینے لگتے ہیں دوہائی دیکھنے والے

مرے سینے میں چشم جنگجو نے کچھ نہیں چھوڑا
صفائی ہوگئی دیکھیں لڑائی دیکھنے والے

جھجکنا کیا ہے میرے قتل سے گیا سخت جاں ہو نہیں
لگا تو ہاتھ اے نازک کلائی دیکھنے والے

جناب شیخ کی حالت تو ہے اب دید کے قابل
ذرا رندی بھی دیکھیں پارسائی دیکھنے والے

کسی کا نقد دل ہو وہ بھی گویا مال انکا ہے
نہیں معشوق تم خیر اپنی پرائی دیکھنے والے

وہ سو پردوں میں بھی بیٹھیں تو ہرگز چھپ نہیں سکتے
وہاں تک کر بھی لیتے ہیں رسائی دیکھنے والے

یہ منظر ہے اوسی کا داغ جو کچھ دیکھتا ہے تو
خدا پر رکھ نظر شان خدائی دیکھنے والے

مٹ جائے کوئی حسن کی شہرت ہو کسی کی ✓
ماتم ہو کسی کا شب عشرت ہو کسی کی

داغ نے دیکھے ہیں ہزاروں حسیں
آپ نے کس شخص سے دعوی کیا

چمکے گا مرا داغ جگر صورت خورشید
ہوتا ہے جدائی میں ضرر جان کا ناحق
کیا روز قیامت شب ہجراں نہیں ہو گا
ہے یہ تو یقیں تو ہے نقصاں میں نہو گا

اپنے بھی تو بیگانے نظر آئینگے اے داغ
اپنا تو کوئی حشر کے میدان میں نہو گا

تمکو کیا ہر کسی سے ملنا تھا
عید کے دن خفا خفا ہی رہے
دل ملا کر مجھی سے ملنا تھا
آج کے دن خوشی سے ملنا تھا

آپ کا مجھ سے جی نہیں ملتا
افسوس محبت پہ جی سے ملنا تھا

یہ شکوہ فرقت پہ کہا یار سے اوسنے
مجنوں کے طرفدار بنے ہیں کئی دن سے
مجکو بھی بہت رنج ترے سر کی قسم تھا
فرماتے ہیں وہ آپ سے کس بات میں کم تھا

دل خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا داغ
ہر آن کی تکلیف تھی ہر وقت کا غم تھا

ادھر آئینہ ہے ادھر دل ہے
جسکو چاہا اٹھا کے دیکھ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

کرے انصاف دنیا میں اگر آفت کے ماروں کا
بنے خود آسماں پھاہا تمہارے دل فگاروں کا
ستم وہ چشم کا نشتر سے تیرے چلتا اشاروں کا
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقراروں کا

ٹھہر گئے وہ جہاں سرو باغ تھے گویا
اگر چلے تو نسیم و بہار ہو کے چلے

کسی کی آنکھ میں وہ انتظار ہو کے رہے
کسی کے دل سے شکیب و قرار ہو کے چلے

گلے لگا کے اونھیں عذر پھر کیا میں نے
مری گلی سے وہ جب شرمسار ہو کے چلے

دا[illegible] ہے

نگاہ یار کی پھرتی ہے بزم سے اے داغ
رقیب بھی مرے یاروں کے یار ہو کے چلے

خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگس مستانہ ہے
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

مجھکو لیجا کر کہا ناصح نے اونکے روبرو
آپکے سر کی قسم یہ آپکا دیوانہ ہے

داغ یہ ہے کوئے قاتل ہاں ناداں ضد نہ کر

جو بے آگ جلجائے وہ دل یہی ہے
پئے زخم ترے وہ بسمل یہی ہے

کرے مجھسے ہر چند وہ بھولی باتیں
مگر یہ کہوں گا کہ قاتل یہی ہے

ترا جلوہ ٹھہرا ہے مقصود عالم
کہ ساری خدائی کا حاصل یہی ہے

عشق میں کچھ پاس کچھ امیدواری چاہیئے
کچھ تحمل چاہیئے کچھ بیقراری چاہیئے

جنکو عشق و حسن کے دعوے ہیں اُنکے واسطے
دل ہمارا چاہیئے صورت تمہاری چاہیئے

اس تغافل اس حیا سے کب چھپا راز نہاں
اب نرالی کوئی طرز پردہ داری چاہیئے

کھل گیا جب راز تو اخفا کئے سے فائدہ
اوٹھ گیا پردہ تو پھر کیا پردہ داری چاہیئے

دل پہ گر قابو نہیں اے داغ تو ہی جائے شکر
عاشقوں کے واسطے بے اختیاری چاہیئے

نکالو داغ کو اپنے مکاں سے
چلا آیا یہ دیوانہ کہاں سے

ہر اک میں عیب نکلیں گے کہاں تک
تمھیں اچھے صحیح سارے جہاں سے

کہاں اے داغ اب اپنا ٹھکانا

اوٹھا لیتے ہیں دل دونوں جہاں سے

ہوئی جاتی ہیں کیوں نیچی نگاہیں ؛ کہو تو کیا ہے قرباں اس حیا کے
اولجھنا زلف سے لڑنا نگہ سے ؛ بنے ہیں حضرت دل بھی بلا کے

مری مشکل ہوئی اے داغ آساں
تصدق اپنے ہیں مشکل کشا کے

وقت انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے ؛ روبرو داور محشر کے اشارے ہوتے
زلفیں بکھری ہوئی تمنے جو سنواریں تو کیا ؛ گام بگڑے ہوے عاشق کے سنوارے ہوتے

بے نیازی کی ادا ان میں نہ ہوتی ہرگز
داغ یہ بت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

شب وصل ایسی کھلی چاندنی ؛ وہ گھبرا کے بولے سحر ہو گئی
کہو کیا کروگے مرے وصل کی ؛ جو مشہور جھوٹی خبر ہو گئی

غم ہجر سے داغ مجکو نجات
یقیں تھا نہ ہوگی مگر ہو گئی

دیکھکر سانولی صورت تری یوسف بھی کہے ؛ چٹ پٹا حسن نمکدار سلونا کیا ہے
تیمہ مرجائینگے اس آس پہ ہم جیتے ہیں ؛ زندگی شرط ہے تو جانکا کھونا کیا ہے

اوسکی ٹھوکر سے بھی کمبخت نہ جاگا افسوس
موت ہے داغ سیہ مست کا سونا کیا ہے

کہتے ہیں خواب میں شب وعدہ ہم آئے تھے ؛ یہ مکر یہ فریب یہ دھوکا ہی اور ہے
کرتا ہوں صبر اونکی جفا پر تو کہتے ہیں ؛ یہ دل ہی اور ہے یہ کلیجا ہی اور ہے

اجمیر ہوکے جائینگے اے داغ ہم بہار
اب کے برس سفر کا ارادا ہی اور ہے

جفا کی ان بتوں نے یا وفا کی
دیا دل ابتو جو مری خدا کی

نئی شوخی ہے چشم فتنہ زا کی
تغافل یوں کیا گویا حیا کی

شب اندوہ و غم کا پوچھنا کیا
بنا کی جو مرے دم پر بنا کی

لڑے ہیں غیر سے غصہ ہے مجھپر
کوئی پوچھے تو میں نے کیا خطا کی

پھر اس بت پر فدا ہیں حضرت داغ
قسم کھائی تھی کعبے میں خدا کی

شفقی دنیا سے ساری اوٹھگئی
اب ہوا کان داری اُٹھگئی

دل سے وہ بے اختیاری اوٹھگئی
اب تمنا ہی تمہاری اُٹھگئی

بیطرح پھیلا ہے اُن زلفوں کا جال
اب اُمید رستگاری اُٹھگئی

رہگئے لاکھوں کلیجا تھام کر
آنکھ جس جانب تمہاری اُٹھگئی

عشق نے بیباک آخر کر دیا
اب وہ شرم آہ و زاری اُٹھگئی

دور ہیں اوس چشم مست ناز کے
لذت پرہیزگاری اُٹھگئی

کس سے رکھے داغ چشم دوستی
اوٹھگئی یاروں سے یاری اُٹھگئی

سرگذشت اپنی فسانہ ہی زمانیکے لیے
گم ہوئے تھے ہم جہاں سے یاد آنیکے لیے

پاس اپنے دیکھے رہنے دیجئے میرا ابھی دل
اک خوشی کو چاہئے اک غم اُٹھانیکے لیے

بس رہا ہے جی میں تو وہ نازنیں نازک مزاج
اب کہاں سے لائے دل چوٹ کھانیکے لیے

زاہد صد سالہ آیا میکدے میں بھولکر
لا شراب کہنہ ساقی اس پرانے کے لیے

آگیا کچھ یاد دل بھر آیا آنسو گر پڑے
ہم نہ روئے تھے تمہارے مسکرانے کے لیے

مرگئے تو مرگئے ہم عشق میں ناصح کو کیا
موت آنیکے لیے ہے جان جانیکے لیے

داغ جنت کو سدھارا کب اوسی کوچے میں ہے

دور جائے پانوں اپنے کیوں تھکانیکے لیے

بے مثل کیا اُس بت کافر کو خدا نے
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے

اے حشر کچھ انصاف بھی ہوگا کہ نہو گا
بیفائدہ آیا ہے جو سوتوں کو جگانے

انداز کہے دیتے ہیں کشتے کے تمہارے
لوٹا ہے اسی ناز نے مارا ہے ادا نے

میخانہ ہے اور داغ ہے اور نشہ مے ہے
سوتا ہے رکھے خشت خم بادہ سرہانے

یہ شیشہ نہیں وہ کہ جسمیں پری ہے
فقط دلمیں حسرت ہی حسرت بھری ہے

دلاسا بھی دیتے نہیں عاشقوں کو
یہ کیا دلدہی ہے یہ کیا دلبری ہے

ملا داغ سے آج وہ ماہ پیکر
مبارک قران مہ و مشتری ہے

کل داغ سے پوچھا یہ کسی نے کہ بتا تو
کیا حال ہے اے بسمل صمصام جدائی

سرشار ہے کیوں بادۂ اندوہ میں غافل
گردوں نے پلایا تجھے کیا جام جدائی

آنکھوں سے برستے ہیں در اشک تمنا
سینہ ہے ترا مخزن آلام جدائی

کیوں دل پہ ترا ہاتھ ہے کیوں چشم ہے پرنم
ہے تجھسے جدا کونسا آرام جدائی

آغاز جدائی کو جدائی نہ سمجھ تو
ہوتا ہے وصال ایکدن انجام جدائی

ہاں صبر ہے درکار کہ اُس عربدہ جو پر
حسرت نہ کھلی وصل کی ہنگام جدائی

یہ سنکے کہا ہاے نہ پوچھو یہ نہ پوچھو
کچھ اور کرو ذکر نہ لو نام جدائی

کیا صدمہ قلق کیا ہے کہاں تک غم ہجراں
ہے رنج کا مذکور نہ یاں نام جدائی

احباب کہ تھے واقف اسرار محبت
جھنجھلائے کہ او مورد الزام جدائی

ہم پوچھکے احوال خطاوار بنا ٹھہرے
گویا کہ دیا ہمنے یہ پیغام جدائی

اک نالہ کیا مرغ گرفتار کیصورت
مطلع یہ پڑھا اسنے تہ دام جدائی

اللہ نہ دے گردش ایام جدائی
کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی

صبر آنا تو محبت میں بہت مشکل ہے
ہجر ہے آفت جاں وصل بلا دے دل ہے
شمع چپ آئینہ حیراں ہے عاشق ششدر
تجھکو اے قیس ہے کیوں ناقہ و محمل کی تلاش
حشر کے دن تو ملو گے یہ کیا میں نے سوال
جمع ہیں کسقدر آشفتہ خدا خیر کرے

موت بھی تو نہیں اسکو یہ وہ کافر دل ہے
آدمی کے لیے ہر طرح غرض مشکل ہے
واہ کیا عالم تصویر تری محفل ہے
دل میں لیلیٰ ہے ترے دل ہی ترا محفل ہے
سوچکر دیر میں ظالم نے کہا مشکل ہے
اوسکے ہر ہر شکن زلف میں اک اک دل ہے

ہمکو قسمت نے دیا داغ تمنا اے داغ
وہ ہی ملتا ہے جس انعام کے جو قابل ہے

چھوڑا ہے ساتھیوں نے پس کارواں مجھے
پڑتی ہے انکی آنکھ سر بزم جب کہیں

لیجائے دیکھئے مری قسمت کہاں مجھے
جاتے ہیں اک نگاہ پہ سو سو گماں مجھے

اے داغ اوسکے ہاتھ سے گر ہوں شہید میں
وہ موت بھی ہو زندگی جاوداں مجھے

ہر گھڑی مجکو قسم غیر کی دیجاتی ہے
کبھی اقرار ہے تجکو کبھی انکار وصال
اک ترا نام کہ ہر دم ہے وظیفہ مجکو

وصل میں انکی نئی چھیڑ چلی جاتی ہے
بات یہ تری نہ اٹھائی نہ دھری جاتی ہے
اک مری بات کہ پر سو نہیں سنی جاتی ہے

میرا چاہا نہ خدا نے کبھی چاہا اے داغ
غم تو بڑھتا ہے مگر عمر گھٹی جاتی ہے

یہ کسی کی لو ہے اے دل مضطر لگی ہوئی
رکھے قدم سنبھل کے رہ عشق میں وہی

اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی
آگے بھی جسکو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

یارب ہو دلکی خیر کہ بیڈھب کچھ آج کل
ہے گھات میں نگاہ ستمگر لگی ہوئی

میرا ہی سا ہو حال تمہارا ابھی نا ہو
بیشک تمھیں بھی عشق کی گر ہو لگی ہوئی

بیشک ہے کچھ لگاؤ جو کرتا ہے یہ گریز
زاہد سے دختِ رز ہی مقرر لگی ہوئی

میں آشنا نہیں بت نا آشنا سے داغ
تہمت یہ مفت کی ہے مرے سر لگی ہوئی

کہنے دیتی نہیں کچھ منہہ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آ آکے شکایت تیری

اب ترا ایدلِ بیتاب خدا حافظ ہے
کرچکے ہم تو محبت میں حفاظت تیری

دیکھئے کرتی ہے رسوائے زمانہ کیا کیا
مجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری

یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہوں مگر دیکھکے صورت تیری

کوچۂ یار میں جی نہیں لگتا اے داغ
دیکھئے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری

وصل کی شب بھی وہی عادت پرہیز رہی
مہربانی بھی تمہاری ستم آمیز رہی

دام پھیلائے تری زلف دلاویز رہی
تیغ کھینچے ہوئے ہمپر نگۂ تیز رہی

اک اشارے میں یہ تا ملک عدم جا پہونچا
توسن عمر کو کیا حاجت مہمیز رہی

گو کہ تیزی ہے طبیعت میں تمہاری اے داغ
بات پر سامنے اونکے نہ کبھی تیز رہی

کوئی کمی نہ کی تھی دلِ بیقرار نے
مجکو بچا لیا مرے پروردگار نے

غیروں کو آج بزم میں اُسکی رولا دیا
بے اختیار نالۂ بے اختیار نے

اے داغ ہائے داغ ہے عہد شباب کا
کیا داغ کھائے تیرے دلِ داغدار نے

پہلے ہو لیکے دل ہمراہ تم آنا یہاں پھر بھی
کرم کرنا ہمارے حال پر اے مہرباں پھر بھی

ابھی سمجھے نہیں تم ماجرائے دلکی کیفیت
سنائینگے تمہیں ہم اکدن یہ داستاں پھر بھی

دیئے ہیں اقبال کیا کیا کوئی انصاف سے دیکھے
رہا وہ بیمروت ہائے ہمسے بدگماں پھر بھی

تجھے ہے داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا
دوبارا جاکے آتی ہے کہیں عمر رواں پھر بھی

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

قتل کرڈالو ہمیں یا جرم الفت بخشدو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

اب یہ بیباکی وہ دن بھی یاد ہیں جب چھپ گئی
آگیا جب کوئی نامحرم تمہارے سامنے

حال دل میں کچھ نہو تاثیر یہ ممکن نہیں
کوئی اتنا ہو کہے ہر دم تمہارے سامنے

مجکو اوس سر کی قسم ابتک وہی ہے اضطراب
داغ مضطر کا جو تھا عالم تمہارے سامنے

پھر کہیں چھپتی ہے جب ظاہر محبت ہوچکی
ہم بھی رسوا ہوچکے اونکی بھی شہرت ہوچکی

دیکھکر آئینہ آپ ہی آپ وہ کہنے لگے
شکل یہ پریونکی یہ حورونکی صورت ہوچکی

مرگئے ہم مرگئے اس ظلم کی کچھ حد بھی ہے
بیوفائی ہوچکی اے بیمروت ہوچکی

بیسے ضد سے قسم سے قول سے تکرار سے
دل دیا اونکو مگر جب خوب حجت ہوچکی

اس زمیں میں شعر کہنے کا مزا پاؤگے داغ
ابتو جو ہونی تھی اے حضرت ملامت ہوچکی

اک بتِ کافر کا ابھی رکھ آئے ہیں ہم اپنا دل
دور سے سبکو بتاتے ہیں وہ مال اچھا ہے

لوگ کہتے ہیں بھلائی کا زمانہ نہ رہا
یہ بھی کہدیں کہ برائی کا مال اچھا ہے

ایسے بیمار کی افسوس دوا ہو کیونکر
ابھی دم بھر میں برا تھا ابھی حال اچھا ہے

دل میں تو خوش ہیں تسلی کو مری کہتے ہیں
آپ مرینگے نہیں آپ کا حال اچھا ہے

عرصۂ حشر میں سب ہوگئے خواہاں اوسکے
لوگ کہتے ہیں اشاروں سے یہ مال اچھا ہے

ہمسے پوچھے کوئی دنیا میں ہے کیا شے اچھی
رنج اچھا ہے غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

آپ پچھتائیں نہیں جور سے توبہ نہ کریں
آپ گھبرائیں نہیں داغ کا حال اچھا ہے

یوں چلے راہ شوق میں جیسے ہوا چلے
ہم بیٹھ بیٹھکر جو چلے بھی تو کیا چلے

بیٹھے اوداس اوٹھے پریشاں چلے
پوچھے تو کوئی آپ سے کیا آئے کیا چلے

بیٹھا ہے اعتکاف میں کیا داغ روزہ دار
اے کاش میکدے کو یہ مرد خدا چلے

نکال اب تیر سینے سے کہ جان پر الم نکلے
جو یہ نکلے تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے

تمنا وصل کی اک رات میں کیا اے صنم نکلے
قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے

نہ اوٹھے مرکے بھی ایسے ترے کوچے میں ہم بیٹھے
محبت میں اگر نکلے تو ہم ثابت قدم نکلے

سمجھکر رحم دل تمکو دیا تھا جسنے دل اپنا
مگر تم تو بلا نکلے غضب نکلے ستم نکلے

دم پرسش جو دیکھا اوس بت سفاک کو مضطر
صف محشر سے دل پکڑے ہوئے گھبرائے ہم نکلے

گئے ہیں رنج و غم اے داغ بعد مرگ ساتھ اپنے
اگر نکلے تو یہ اپنے رفیقان عدم نکلے

دیکھ سکتے نہیں اس بزم میں اغیار مجھے
لیچلی ہائے کہاں حسرت دیدار مجھے

مانگتا ہے مرے جینے کی دعائیں ظالم
جانکر جی سے خفا جان سے بیزار مجھے

بوئے ہیں تیری محبت نے ہزاروں کانٹے
دل ملا ہے کہ گل وا دیئے پر خار مجھے

دل مرا لیکے وہ پچھتاتے ہیں دلمیں اے داغ
نظر آتی ہے پھری چشم خریدار مجھے

لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے
جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے

چور ہو جاؤں مگر جاؤں نہ میخانے سے
عہد شیشے سے تو پیمان ہے پیمانے سے

فکر ہے دوست کو احوال سناؤں کیونکر — ٹکڑے ہوتا کلیجا مرے افسانے سے
کر دیا صاف الگ دل نے ہمیں الفت میں — ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں بیگانے سے
جا نشیں قیس کے سب وحشی صحرا ہو جائیں — دشت آباد نہ ہو گر ترے دیوانے سے
نگہ مست تری گر ہے پڑی دیر مرے — لغزش پا نہ سنبھالی گئی مستانے سے

ایک چلو میں بہت داغ بہک اٹھے تھے
آج سنتے ہیں نکالے گئے میخانے سے

آتش شوق کو کب دل سے جدا رکھا ہے — اس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہے
اسقدر تو ہے ترا پردہ نشیں پاس حجاب — کہ ترے درد کو بھی دل میں چھپا رکھا ہے
دل گم گشتہ کے تذکرہ پر ایسے بگڑے — کہ بڑی دیر سے منہ تم نے بنا رکھا ہے
شانہ ہے کل ہے کہ دل ہے مجھے معلوم نہیں — دیکھ لو زلف گرہ گیر میں کیا رکھا ہے
ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو — امتحاں عشق و ہوس کا یہ بنا رکھا ہے
ہر گھڑی عاشق مضطر سے وہ ملتی ہے شبیہ — نقشہ بگڑی ہوئی صورت کا بنا رکھا ہے

شکوۂ ہجر سے اے داغ اثر کی امید
آپ نے نام شکایت کا دعا رکھا ہے

ہم بھی جگر کو تھام لیں دلکو سنبھال لیں — تھم تھم کے رخ سے زلف چلیپا اٹھائیے
انداز یہ کہ جان نہیں چھوڑینگے آپ — تاکید یہ کہ ناز ہمارا اوٹھائیے
ہر چند کوہ سے بھی گراں تر ہے بار عشق — ہمت یہ کہہ رہی ہے کہ تنہا اوٹھائیے

وہ داغ دردمند جو کل تک مریض تھا
آج آکے آپ اوسکا جنازا اوٹھائیے

جس سے جان بر ہوں وہ تدبیر جفا کونسی ہے — موت کی کوئی بتائے تو دوا کونسی ہے
مجکو مشکل دل بیتاب بتا کونسی ہے — ایسی چلتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہے

تو برا ہوں مگر اچھا ہوں کہ چاہا تجکو — میری تقصیر ہے کیا میری خطا کونسی ہے
ناز کرتے ہیں وہ ہر بار یہی کہہ کہکر — اُسکو کہتے ہیں ادا اور ادا کونسی ہے
اُف نہ کی ہمنے تہ تیغ جفا اے ظالم — اس سے بڑھکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہے

کیا کہونگا جو کہا اوس نے کہ اچھا کہئے
بات اسے داغ محبت کے سوا کونسی ہے

راز الفت کا نہ ہر اک ہمنشیں سے پوچھئے — یہ ہمیں کچھ جانتے ہیں یہ ہمیں سے پوچھئے
آپنے جو جو دیئے ہیں رنج سب کھل جائینگے — اس دل غمگیں سے اس جان حزیں سے پوچھئے
میری خاموشی کا باعث پوچھئے مجھسے نہ کچھ — یہ حقیقت اپنی چشم سرمگیں سے پوچھئے
داد کوئی دے سکے کیا اس خرام ناز کی — کیا زمیں کے دم پہ بنتی ہے زمیں سے پوچھئے

جانتا ہے دل ہی داغ عشق کا ہے داغ لطف
یہ فروغ روسیاہی اس نگیں سے پوچھئے

رنج صحبت سے جو واقف دل شیدا ہو جائے — داغ ارمان سبنے درد تمنا ہو جائے
قابل رحم ہے اُس شخص کی رسوائی بھی — پردے پردے ہی میں کمبخت جو رسوا ہو جائے
ہائے کہنا وہ کسی بت کا دم نظارہ — آنکھ بھر کر ہمیں دیکھے تو بس اندھا ہو جائے

دشمن جان نہ سہی آپ مسیحا ہی سہی
داغ رنجور کسی طرحسے اچھا ہو جائے

نہ تمنائے ستم یاں نہ وہاں شوق جفا — وہ ہمیں بھول گئے اب وہیں ہم بھول گئے
لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینے میں — اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے

عشق کی راہ میں جب کافر دیندار آئے
سنکے سب داغ رہ دیر و حرم بھول گئے

عشق جسکو نہوا ایسا نہیں انساں کوئی — آگئے تقدیر سے خوش ہو کہ پشیماں کوئی

ہے حسینوں کی عداوتمیں اسی کی بخشش
دلمیں چبھ جاتی ہیں کسطرح تمہاری آنکھیں

ہو جو ناکردہ خطا دل سے پشیماں کوئی
سرخ دیکھا نہ کبھی ناوک مژگاں کوئی

مٹ چلی ہے خلش دل مگر اب بھی اے داغ
پھانس کی طرح کھٹک جاتا ہے ارماں کوئی

کیا شب ہجر مرے سر یہ بلا لاتی ہے
نہیں معلوم کہ ہے منزل مقصود کہاں
کوچۂ یار میں یہ حسرت دیدار مجھے

اپنے ہمراہ اجل کو بھی لگا لاتی ہے
عرش تک کی تو خبر آہ رسا لاتی ہے
روز لیجا کے نئی سیر دکھا لاتی ہے

تجکو اے داغ کئی دنسے وہ یہ کہتے ہیں
تجکو کمبخت یہاں تیری قضا لاتی ہے

جاتے تھے منھ چھپائے ہوئے میکدہ کو ہم
لو اور دل ملائیں تمہاری نگاہ سے

آتے ہوئے ادھر سے کئی پارسا ملے
شوخی سے شوخی اور حیا سے حیا ملے

اے داغ اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی
کوئی کھچا کھچے کوئی ہم سے ملا ملے

بیدرد ہیں جو درد کسی کا نہیں رکھتے
بیباک ہو سفاک ہو جو آج ہو تم ہو

ایسے بھی ہیں یارب کہ تمنا نہیں رکھتے
بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

اے داغ کس کام کی مستی و جوانی
تم اسمیں جو اندیشۂ فردا نہیں رکھتے

ہم تو اس آنکھ کے دیکھنے والے دیکھو
منصفی شرط ہے آخر کوئی کبتک سمجھے

جسمیں شوخی ہے بہت اور حیا تھوڑی سی
روز ہو جاتی ہے بھولے سے خطا تھوڑی سی

داغ یہ مے ہے یہ ساغر ہے کہاں کی توبہ
پی خدا کے لیے اے مرد خدا تھوڑی سی

آنکھوں سے لڑے گیسوئے خمدار سے الجھے
یہ حضرت دل روز ہی دوچار سے الجھے

اٹکے تو کسی چشم فسوں ساز سے اٹکے
الجھے تو کسی طرۂ طرار سے الجھے

محشر میں سزا عشق کے مجرم کو کہاں ہے
معلوم ہو جو تیرے گنہگار سے الجھے

کھلتے نہیں تم داغ الجھتی ہے طبیعت
ایسے کسی عیار سے مکار سے الجھے

تمنے بدلے ہمسے گن گن کر لیے
ہمنے کیا چاہا تھا اس دن کے لیے

وصل میں تنگ آکے وہ کہنے لگے
کیا یہ جوبن تھا اسی دن کے لیے

آج کل میں داغ ہونگے کامیاب
کیوں مرے جاتے ہو دو دن کے لیے

قول تیرا شوق میرا چاہیے
جھوٹ سچ کیواسطے کیا چاہیے

اے فلک سامان محشر ہی سہی
اپنی آنکھوں کو تماشا چاہیے

ہوسکے کیا اپنی وحشت کا علاج
تیرے کوچے میں بھی صحرا چاہیے

کیجئے تیغ تبسم سے ہلاک
جور بھی اچھوں کا اچھا چاہیے

کیوں نہیں دیتے تسلی داغ کو
اوس سے لیجے گر تمنا چاہیے

جو نکلا پیچ سے کاکل کے دل زلف دوتا لپٹی
چھٹا جب اک بلا سے دوسری پیچھے بلا لپٹی

صبا اٹکھیلیاں کرتی ہوئی کیا کیا رہ میں اوسسے
کبھی کاکل سے آلپٹی کبھی دامن سے جا لپٹی

بھری ہیں انکی آنکھیں دیکھنا کیا شرم و شوخی میں
نگاہوں سے ادا لپٹی تو پلکوں سے حیا لپٹی

نگہ شوق بے اثر نہ ہوئی
تمکو پردے میں بھی کیا نظر نہ ہوئی

تارے گنتے ہو شام سے شب وصل
کیا کروگے اگر سحر نہ ہوئی

دل ویراں میں غم رہا قائم — کبھی یہ شے ادہر اودہر نہ ہوئی
شب فرقت کے جاگنے والے — ایسے سوئے کہ پھر خبر نہ ہوئی
اس نزاکت سے قول اُسنے دیا — ہاتھ کی ہاتھ کو خبر نہ ہوئی

کیا تلون مزاج ہوائے داغ
چار دن بھی کہیں بسر نہ ہوئی

دئے داغ نے امتحاں کیسے کیسے — مٹائے ہیں اونکے گماں کیسے کیسے
شکایت حکایت ہی میں رات گذری — رہے تذکرے درمیاں کیسے کیسے

وطن سے چلے داغ جب ہم دکن کو
چھٹے اہل ہندوستاں کیسے کیسے

منا لیتے ہیں ہر مظلوم کو وہ عذر خواہی سے — گنہگاروں کو نفرت ہو گئی ہر بیگناہی سے
نہ اُٹھیں کوچۂ قاتل سے لاشیں ناتوانوں کی — فلک تنکے ہی چنوائے نسیم صبحگاہی سے
سیہ کاری سے میری کاتب اعمال حیراں ہے — کہ اسکا نامۂ اعمال لکھیں کس سیاہی سے
نہ دہوا ب وضو سے داغ پیشانی کو اے زاہد — ارے ناداں یہ دہبا مٹے گا روسیاہی سے
شہ درویش خونے لطف پایا دیں دنیا کا — یہ دولت گدائی سے وہ دولت بادشاہی سے

مبارک دوستوں کو آئیں بیٹھیں بزم عشرت میں
جناب داغ اچھے ہوگئے فضل الٰہی سے

تمام شد

ناول

جدید اور دلچسپ چہارم قیمت پر

حسن بنارس

نہایت دلچسپ ناول حسن وعشق کی سچی
تصویرین۔عاشق ومعشوق کا دلگداز قصہ
بنارس کا سچا واقعہ قیمت ۸ر رعایتی ۲ر

حسن یورپ

ایک ہندوستانی رئیس زادے کا یورپین
لیڈی سے عشق صدمۂ فراق شب وصل
قیمت عہ ر رعایتی ۴ر

دیول دیوی

علاء الدین خلجی کے واقعات تاریخی
ترکون اور راجپوتون کی جنگ
قیمت رعایتی ۴ر

حسن کا ڈاکو

نواب حرام پور کے حالات نہایت خوبی
سے بیان کیے گئے ہین۔حسن وعشق
کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔رعایتی قیمت ۱۲ر

جوہری کی لڑکی

شہر لکھنؤ کا ایک سچا واقعہ بیان کیا گیا ہے
حسن وعشق مین ڈوبا ہوا مضمون نہایت پاکیزہ
زبان مین ادا کیا گیا ہے۔قیمت رعایتی ۴ر

دربار حرام پور

شہر حرام پور کا سچا واقعہ عاشق ومعشوقہ
کے رازونیاز کی باتین خوب دکھائی گئی
ہین۔قیمت عہ ر رعایتی ۴ر

منسارام تاجر کتب مالک کتاب واکی کوٹھی امین آباد لکھنؤ

خاص رعایت

یہ تاریخی و اخلاقی ناول جن کی قیمتوں میں خاص رعایت کر دی گئی ہے قابل دید ہیں اور رعایتی موقع سے فائدہ اٹھائیے۔

نام ناول	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	نام ناول	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	نام ناول	قیمت اصلی	قیمت رعایتی
خونی منظر	۸/	۲/	وفاے دلبر	عدہ	۴/	ہیرے کی کنی	۸/	۳/
اسیر گیسو	عہر	۵/	دوشیزہ لڑکی	عہ	۴/	قصہ علی بابا	۸/	۲/
خونی قسمت	۱۲	۳/	محروم وصال	عہ	۴/	سندباد جہازی	۸/	۲/
کنول کماری	۸/	۲/	شام غم	عہر	۴/	قمر الزمان	۸/	۴/
یوسف اور دل آرا	۱۲/	۳/	بنگالی مینا	۸/	۲/	کل کا گھوڑا	۸/	۴/
انوکھی جوگن	۱۲	۳/	نازنین	۶/	۱/	وفادار معشوقہ	عہر	۶/
جانکی	۱۲/	۳/	جوش شباب	۶/	۱۰/	خون تمنا	عہر	۶/
بہشت بریں	۱۲/	۳/	جوانی دیوانی	۶/	۱۰/	تمیزدار دلہن	۸/	۲/
اٹھتی جوانی	۱۲/	۳/	مالن کی بیٹی	۸/	۲/	خارِ حرم	۸/	۲/
خون دل	۱۲/	۳/	ناصر اور اختر بانو	۱۲/	۳/	اندھیر نگری	۸/	۲/
کنیز فاطمہ	۱۲/	۳/	ایران کی شہزادی	۸/	۳/	ترچھی نظر	عدہ/	۴/
پرانا چنڈول	عہر	۶/	نئی دلہن	۸	۲	پرارمان لڑکی	عہر	۶/
کشتۂ ناز	عہر	۶/	رشید و خاتون	۸/	۲/	سپاہی کی دلہن	عہ/	۴/
حسن انجلینا	عگار	۱۰/	کرشمۂ الفت	۸/	۲/	پارس کا ٹکڑا	۸/	۲/
منصور و موہنا	عگار	۱۰/	سچی الفت	۸/	۲/	چراغ الہ دین	۱۲/	۳/
قتیل حسرت	عہر	۴/	جرم الفت	۸/	۲/	زہر عشق	عہ/	۴/
درگیش نندنی	عگار	۱۰/	امید وصال	۸/	۲/	چٹپٹا ناول	عدہ	۴

ملنے کا پتہ۔ منشا رام تاجر کتب مالک کتاشالی کوٹھی امین آباد لکھنؤ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے [redacted] رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیر[redacted] جائے گا۔

5-7-57

16-8-57

[illegible]

٦١ ٥ -

١٢ ٥

٢٨

١٩١٦٤٣١٥

نسخه ... موقوف به دیوان

٦٨

١٦٣

١٦٣

١٦٣